﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 20 | جمعۃ المبارک 22 فروری 2013ء | 11 ربیع الثانی 1434 ہجری قمری ✿ 22 تبلیغ 1392 ہجری شمسی | شمارہ 08

مبشر اولاد

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے تو وہ شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔

(مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ)

دنیا پر غالب آنے والی قومیں آسانیوں اور آسائشوں میں رہ کر دنیا کو فتح نہیں کرتیں۔ پس دنیا میں رہنے والی ہر احمدی عورت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر انہوں نے جماعتی ترقی کا حصہ بننا ہے تو انہیں نفس کی قربانی بھی دینی ہوگی، جان کی قربانی بھی دینی پڑے گی، اولاد کی قربانی بھی دینی پڑے گی، مال کی قربانی بھی دینی پڑے گی، جذبات کی قربانی بھی دینی پڑے گے، وقت کی قربانی بھی دینی پڑے گی، تبھی ہم کامیاب ہوسکتے ہیں۔ جب تک مَردوں کے ساتھ عورتیں اس قربانی کے لئے تیار نہیں ہوں گی، جب تک جماعت کا ہر فرد بچہ، بوڑھا، عورت، مَرد اس قربانی کے لئے تیار نہیں ہوگا، جماعت کی ترقی میں تیزی نہیں آ سکتی۔

مختلف قربانیاں پیش کرنے والی احمدی خواتین کی درخشندہ مثالوں کا دلگداز اور روح پرور تذکرہ

(لجنہ اماء اللہ یوکے کے سالانہ اجتماع کے موقع پر 14 اکتوبر 2012ء بروز اتوار طاہر ہال بیت الفتوح لندن میں امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز اختتامی خطاب)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اپنی بات شروع کرنے سے پہلے جرمنی کی لجنہ کی صدر صاحبہ کے لئے اگر ممکن ہو تو اپنی حاضری کی رپورٹ بھی بھجوا دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں جس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجے وہ وہ مقصد تھا جس کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اے نبی! آپ دنیا کو بتا دیں کہ مَیں تمام دنیا کو خدائے واحد کی طرف بلانے کے لئے بھیجا گیا ہوں، دنیا میں انصاف قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ دنیا کے انسانوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے طریق سکھلانے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

پس یہ مقصد تھا، یہ پیغام تھا جس کو پھیلانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر آپ کے خلفائے راشدین نے کوشش کی۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے جہاں اس مقصد کے حصول کے لئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کیں وہاں معاشرے میں اس پیغام کو پہنچانے اور اس پر قائم رہنے کے لئے قربانیاں بھی دیں۔ ان قربانیوں میں مرد بھی شامل تھے اور عورتیں بھی شامل تھیں، بچے بھی شامل تھے اور جوان بھی شامل تھے۔ ہم تاریخ اسلام میں ان کے حیرت انگیز واقعات پڑھتے ہیں۔ پس ضروری تھا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے آئے تو آپ کے ماننے والوں کو بھی یعنی احمدیوں کو بھی قربانیاں دینی پڑنی تھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ہر طبقے کے لوگوں نے مختلف حالات میں مختلف قسم کی قربانیاں دیں اور آئندہ بھی دینی پڑیں گی کہ دینی جماعتوں کی ترقی پھولوں کی سیج پر نہیں ہوتی۔ دنیا پر غالب آنے والی قومیں آسانیوں اور آسائشوں میں رہ کر دنیا کو فتح نہیں کرتیں۔ پس دنیا میں رہنے والی ہر احمدی عورت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر انہوں نے جماعتی ترقی کا حصہ بننا ہے تو انہیں نفس کی قربانی بھی دینی ہو گی، جان کی قربانی بھی دینی پڑے گی، اولاد کی قربانی بھی دینی پڑے گی، مال کی قربانی بھی دینی پڑے گی، جذبات کی قربانی بھی دینی پڑے گے، وقت کی قربانی بھی دینی پڑے گی، تبھی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جب تک مردوں کے ساتھ عورتیں اس قربانی کے لئے تیار نہیں ہوں گی، جب تک جماعت کا ہر فرد بچہ، بوڑھا، عورت، مرد اس قربانی کے لئے تیار نہیں ہوگا، جماعت کی ترقی میں تیزی نہیں آ سکتی۔ اسی لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مردوں سے عہد لیا تو عورتوں سے بھی عہد لیا جسے آپ نے ابھی دہرایا ہے کہ ہم اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گی، خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گی۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ بھی گواہ ہے کہ جماعت کی ابتدا سے لے کر آج تک احمدی عورت اس عہد کو جب بھی موقع ملے، نبھاتی اور پورا کرتی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ پورا کرتی رہے گی۔

اس وقت مَیں جماعت احمدیہ کی خاطر مختلف قربانیوں سے گزرنے والی احمدی عورتوں کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اُنہیں قربانی کی توفیق دی اور وہ ثابت قدم رہیں۔

سب سے پہلے جس کا مَیں ذکر کروں گا وہ صبر اور جماعت سے وابستگی کا عظیم اظہار ہے جو حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ کا آپ کی شہادت کے بعد ہمارے سامنے آیا۔ حادثہ شہادت کے بعد حکومت افغانستان کی طرف سے آپ کی اہلیہ اور بچوں پر بہت مظالم ڈھائے گئے جن کو سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے مگر انہوں نے قابل رشک صبر و استقلال کا نمونہ دکھلایا۔ آپ کی اہلیہ ہر موقع پر یہی فرماتی رہیں کہ اگر احمدیت کی وجہ سے مَیں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے شہید کر دیئے جائیں تو مَیں اس پر خدا تعالیٰ کی بے حد شکر گزار ہوں گی اور بال بھر بھی اپنے عقائد تبدیل نہ کروں گی۔

(تاریخ احمدیت مؤلفہ مولانا دوست محمد شاہد صاحب جلد 2 صفحہ 332)

یہ اُس عظیم شہید کی عظیم بیوی کا ردّ عمل تھا۔ پھر اسی طرح قربانیوں کی تاریخ آگے بڑھتی چلی گئی۔

1978ء میں وفات پانے والی بعض خواتین کا تاریخ لجنہ اماء اللہ میں ذکر ہے۔ مثلاً محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ قاری عاشق حسین صاحب نے 1976ء میں احمدیت قبول کی۔ سانگلہ ہل کی رہنے والی تھیں جو پاکستان میں شہر ہے۔ احمدیت کے رستے میں ہر دکھ اور قربانی کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ آپ کی وفات بھی نہایت دردناک طور پر واقعہ ہوئی۔ آپ کے پالے ہوئے بیٹے نے آپ کو احمدی ہونے کی وجہ سے چھری سے حملہ کر کے شہید کر دیا۔

(ماخوذ از تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد 5 صفحہ 271 مرتبہ زیر نگرانی صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان)

پھر ایک قربانی کرنے والی خاتون مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد سلیم بٹ صاحب چونڈہ تھیں۔ آپ 2 مئی کو دعوت الی اللہ کے سلسلے میں قریبی گاؤں ڈوگراں گئی تھیں۔ ایک نو مبائع عابد صاحب کے گھر بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک مخالف نے چھری سے وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ ہسپتال لے جایا گیا۔ تیرہ بوتلیں خون کی لگیں لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور جانبر نہ ہوسکیں اور اس طرح خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان قربان کر دی۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل ربوہ 19 جون 1999ء صفحہ 1 جلد 84-49 نمبر 136)

احمدی عورت کی تبلیغ کے میدان میں جان کی قربانی کے بہت سارے واقعات میں سے یہ ایک واقعہ ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

جب قادیان میں ہندوؤں اور سکھوں نے حملہ کیا تو شہر کے باہر کے ایک محلے میں ایک جگہ پر عورتوں کو اکٹھا کیا گیا اور اُن کی سردار بھی ایک عورت ہی بنائی گئی۔ اب ایک عورت کی بہادری کا یہ قصہ سنیں جو بھیرہ کی رہنے والی تھی۔ اس عورت نے مردوں سے بھی زیادہ بہادری کا نمونہ دکھایا۔ ان عورتوں کے متعلق یہ خبر آئی تھی کہ جب سکھ اور ہندو تلواروں اور بندوقوں سے ان پر حملہ آور ہوئے تھے تو یہ عورتیں اُن کو بھگا دیتی تھیں اور سب سے آگے وہ عورت ہوتی تھی جو بھیرے کی رہنے والی تھی اور ان کی سردار بنائی گئی تھی۔ بعد میں لڑائی کے طریقے بھی لجنہ کو سکھاتی رہی تھی۔

(ماخوذ از الازہار لذوات الخمار حصہ دوم صفحہ 176 مرتبہ حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ)

آجکل تو جوڈو کراٹے سکھایا جاتا ہے۔ لجنہ اور ناصرات کو چاہئے بجائے ادھر اُدھر وقت ضائع کرنے کے کم ازکم اپنے ڈیفنس کے طریقے سیکھیں۔

پھر اس میں بچپن کی نیک تربیت کا، ماں نے بچپن کی جو نیک تربیت کی تھی، جو باتیں بچے کے ذہن میں ڈالی تھیں، اُس کے اثر کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چند دن ہوئے شیخوپورہ کے ایک افسر نے جنہوں نے بی سی جی کا کورس کیا ہوا ہے، مجھے خط لکھا کہ مَیں دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں نے کہا کہ بہت اچھا ہم غور کریں گے کہ آپ کی خدمت سلسلہ کس رنگ میں اُٹھا سکتا ہے۔ لیکن آپ بتائیں کہ آپ کا کس خاندان سے تعلق ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے صوفی عبدالخالق صاحب جالندھر والوں کا نام سنا ہوگا۔ مَیں نے کہا جانتا ہوں۔ جالندھر کے مشہور پیر تھے، اُن کی ایک بیٹی قادیان آیا کرتی تھیں۔ انہوں نے کہا وہ بیٹی جو تھی وہ میری والدہ تھیں۔ کہتے ہیں اس لڑکے نے لکھا کہ میرے نانا تو احمدیت کے سخت مخالف تھے لیکن میری والدہ نے آخری عمر میں احمدیت قبول کر لی تھی اور فوت ہونے کے بعد وہ بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئی ہیں۔ پھر انہوں نے لکھا کہ مجھے زندگی وقف کرنے کی تحریک اس لئے ہوئی ہے کہ جب مَیں پیدا ہوا تھا اُسی وقت سے میری والدہ نے میرے کانوں میں یہ بات ڈالنی شروع کی تھی کہ مَیں نے تمہاری زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کرنی ہے۔ مَیں چار پانچ سال کا ہی تھا کہ وہ فوت ہوگئیں لیکن ان کی وہ بات میرے دل میں ایسی گڑھی کہ اب جبکہ مَیں بڑا ہو گیا ہوں، مَیں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کر لی ہے اور بی سی جی کا ڈپلومہ بھی حاصل کر لیا ہے، میرے دل میں ہمیشہ یہ خلش رہتی ہے کہ میری والدہ نے تو یہ خواہش کی تھی کہ میں دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کروں لیکن مَیں دنیا کے کاموں میں مشغول ہوں۔ انہوں نے بیان کیا کہ مَیں نے اس بات کا ذکر اپنے والد سے بھی کیا۔ انہوں نے بھی کہا کہ جب تمہاری والدہ کی یہ خواہش تھی کہ تم دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کرو تو تم زندگی وقف کر دو۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ دیکھو ماں فوت ہوگئی، اُس کا بیٹا دوسرے ماحول میں چلا گیا، دنیاداری کے ماحول میں پڑ گیا، اُس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ بی سی جی کا ڈپلومہ حاصل کیا اور اب اُسے ایک اچھی ملازمت ملی ہوئی ہے لیکن پھر بھی اُس کے دل میں یہ جلن رہتی ہے کہ میری ماں کہتی تھی کہ مَیں نے تمہیں دین کی خدمت کے لئے وقف کرنا ہے لیکن مَیں دنیا کمانے میں لگا ہوا ہوں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 25 مارچ 1956ء صفحہ 3-2 جلد 45/10 نمبر 71)

تو یہ بچپن کی اُس نیک تربیت کا اور باتوں کا اثر تھا جو ماں نے اپنے بیٹے کے دل میں ڈالا کہ چار پانچ سال کی عمر کا بیٹا اور اُس نے اس اثر کو اپنے دل میں قائم رکھا اور بڑے ہو کر جب کسی قابل بن گیا تو دین کے لئے اپنی زندگی وقف کی۔

پس احمدی ماؤں کا یہ کام ہے جس کے کرنے کی آج بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت بھی بہت ساری احمدی مائیں ایسی ہیں جو اپنے بچوں کو وقفِ نو میں شامل کر رہی ہیں۔ لیکن وقفِ نَو میں شامل کرنے کے بعد جس طرح توجہ سے اُن کی تربیت کی ضرورت ہے وہ نہیں کی جا رہی اور یہی وجہ ہے کہ بعض لڑکے ایسے ہیں جو بڑے ہونے کے بعد اب مجھے لکھنا شروع ہو گئے ہیں کہ ہم اپنا وقف قائم نہیں رکھنا چاہتے۔ اگر صحیح طور پر حقیقی طور پر مائیں اپنے بچوں کے دل میں یہ ڈال دیں کہ وقف کی اہمیت کیا ہے اور تم نے وقف کیا ہے اور تم نے اس کو نبھانا ہے تو کبھی ایسی مثالیں سامنے نہ آئیں۔ اسی طرح بہت ساری مائیں ایسی بھی ہیں یا مَیں کہوں گا بعض مائیں ایسی ہیں جو گھر نہیں بیٹھتیں، اپنی اولاد کی تربیت کے اوپر توجہ نہیں دے رہیں، اپنے دنیاوی کاموں میں لگی ہوئی ہیں اور یہ بات بھی اُسی زمرہ میں آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ پس ہماری عورتوں کو اس بات کو بھی سوچنا چاہئے۔ بعض نوجوان بچیاں چھوٹے چھوٹے بچوں کو گھروں میں چھوڑ کر چلی جاتی ہیں یا شوقیہ طور پر ملازمت کر رہی ہیں حالانکہ اس سال ہی کینیڈا اور امریکہ کے جلسہ میں عورتوں کو یہ تلقین کی تھی۔ میرا خیال ہے کہ بلاوجہ بغیر ضرورت کے صرف شوق کے طور پر کام نہ کریں اور یہاں آجکل ایک نئی اختراع چلی ہے۔ بعض نوجوان لڑکیوں نے گھروں سے نکلنے کے بہانے تلاش کرنے کے لئے نئی ٹرم بنائی ہے کہ Me Time کہ ہم نے اپنا وقت صرف کرنا ہے اور ہماری مرضی جس طرح مرضی صَرف کریں۔ حالانکہ اُن کو اپنے گھروں پر توجہ دینی چاہئے۔

پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کالج کی ایک سٹوڈنٹ ہمارے گھر آئی اور اس نے مجھے ایک رقعہ دیا جس میں لکھا تھا کہ مَیں دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کرنا چاہتی ہوں۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا کہ بی بی اس وقت ہمارے پاس لڑکیوں کے زندگی وقف کرنے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ کیونکہ واقف زندگی کو تبلیغ کے لئے گھر سے باہر رہنا پڑتا ہے بلکہ بعض دفعہ اُسے ملک سے بھی باہر جانا پڑتا ہے اور لڑکیاں اکیلی باہر جا نہیں سکتیں۔ ہاں اگر تم زندگی وقف کرنا چاہتی ہو تو کسی وقف زندگی نوجوان سے شادی کرلو۔ وہ خاموش ہو کے چلی گئی۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں میری چھوٹی بیوی کی ایک کلاس فیلو تھی، اُن کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ کہنے لگی کہ مَیں نے اس سے پہلے کی نیت کی ہوئی تھی کہ مَیں اپنی زندگی دین کے لئے وقف کروں گی لیکن اُس نے پہل کر لی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کئے کہ اُس کی شادی ایک غیر ملکی واقف زندگی نوجوان سے ہوگئی۔ اب دیکھو نیک نیتی کیسا اچھا پھل لاتی ہے۔

پس ہماری بچیوں کو بھی یہی کوشش کرنی چاہئے کہ دین دیکھیں، دیندار بنیں اور لڑکوں کو بھی یہی کوشش کرنی چاہئے کہ دیندار لڑکیاں تلاش کریں۔ اور خاص طور پر بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے واقف زندگی لڑکوں کے رشتے آتے ہیں تو انکار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ واقف زندگی لڑکوں سے لڑکیوں کو اپنے رشتے منظور کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو تو بجائے اس کے کہ بغیر سوچے سمجھے جواب دے دیا جائے دعا کر کے فیصلہ ہونا چاہئے۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ ایک دن ایک اور لڑکی روتی ہوئی میرے پاس آئی اور اُس نے کہا کہ مَیں کسی واقف زندگی نوجوان سے شادی کرنا چاہتی ہوں لیکن میرے والد اس میں روک بنتے ہیں اور وہ میری شادی واقف زندگی سے نہیں کرنا چاہتے۔ مَیں حیران ہوا کہ اُس کے اندر کس قسم کا اخلاص پایا جاتا ہے۔ مَیں نے مولوی ابوالعطاء صاحب کو کہا۔ (مولانا ابوالعطاء صاحب ہمارے جو امام عطاء المجیب راشد صاحب ہیں ان کے والد تھے۔) کہ وہ اس کے والد کو سمجھائیں۔ آخر چند دنوں کے بعد وہ پھر آئی اور اُس نے کہا کہ میرا والد اُن کے سمجھانے پر ایک واقف زندگی سے میری شادی کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ اُس کی شادی ہوگئی۔ شادی کے بعد وہ پھر ایک دن روتی ہوئی آئی اور کہنے لگی کہ میرا باپ کہتا ہے کہ اگر تو اپنے خاوند کے ساتھ ملک سے باہر گئی تو مَیں تمہاری شکل تک نہیں دیکھوں گا۔ یعنی واقف زندگی سے شادی کر لی ہے، اب واقف زندگی اُس کے باپ کا پابند ہو، نہ کہ جماعت کا۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا، مَیں بیمار ہوں (آخری عمر کا قصہ ہے) اور تمہارے رونے کی وجہ سے میرا دل گھبراتا ہے۔ اس لئے تم خود ہی کچھ کرو اور اپنے والد کو کسی نہ کسی طرح سے راضی کر لو۔ بعد میں حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ مَیں نے پھر مولوی ابوالعطاء صاحب سے کہا اور اُنہوں نے کوشش کر کے سمجھوتہ کروا دیا۔ اب دیکھو کہ وقف زندگی ایک جہاد ہے اور جہاد کا عورتوں کو براہ راست حکم نہیں۔ واقف زندگی نوجوانوں کو غیر ممالک جانا پڑتا ہے اور لڑکیاں اکیلی باہر نہیں جا سکتیں اس لئے اس قسم کی قربانی کا اُنہیں براہِ راست حکم نہیں لیکن جب لڑکیوں میں دین کی خدمت کا جوش پیدا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُن کے لئے ایسے سامان کر دیتا ہے کہ ان کی خواہش پوری ہو جاتی ہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 25 مارچ 1956ء صفحہ 4-3 جلد 45/10 نمبر 71)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایک خاتون کی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ محترمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ مقبول احمد صاحب شہید بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر مقبول احمد صاحب نے 1967ء میں بیعت کی تھی۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد مولوی آپ کو بہت تنگ کرتے تھے اور دھمکیاں دیتے تھے۔ رات کو گھر میں پتھر وغیرہ پھینکتے اور دروازے کھٹکھٹاتے۔ آپ کا لکڑی کا آرا تھا۔ Saw مشین لگائی ہوئی تھی۔ ایک دن ایک نقاب پوش شخص لکڑی خریدنے آیا اور خریدنے کے بہانے خنجر نکال کر آپ پر پَے در پَے وار کئے اور آپ کو شہید کر دیا۔ شوہر کی شہادت کے بعد سسرال والوں نے کہا کہ احمدیت چھوڑ دو تو ہم تمہیں پناہ دیں گے۔ دشمن بھی دھمکیاں دیتے تھے کہ احمدیت چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ مل جاؤ ہم تمہیں سینے سے لگائیں گے۔ لیکن اس خاتون نے ان سب باتوں کو ردّ کر دیا اور کسی قیمت پر احمدیت چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ جس دین کی خاطر آپ کے شوہر نے جان دی تھی اُس سے آپ بھی چمٹی رہیں۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ برموقع جلسہ سالانہ یو کے مورخہ 30 جولائی 1994ء بحوالہ ماہنامہ مصباح اکتوبر 1994ء صفحہ 13 جلد 68/44 شمارہ 10)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایک اور خاتون کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ثریا صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ وہ گوجرانوالہ میں علی پور میں رہتے تھے۔ 1974ء کے ہنگاموں میں جب وہاں پر جلوس آیا تو ایک رات پانچ چھ آدمی ہمارے گھر آ گئے۔ میری تائی جان نے اُن سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ تمہارے گھر والوں کو اور تم لوگوں کو جلانا چاہتے ہیں۔ آگ لگا کر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر میری تائی جان نے اُن سے کہا کہ بیشک ہمارے گھروں کو جلا دو لیکن ہمیں یہاں سے نکل جانے دو۔ اتنے میں میرے بہنوئی عنایت محمد صاحب بھی آ گئے۔ انہوں نے میرے بہنوئی اور میرے والد غلام قادر صاحب کو پکڑ لیا۔ میرے سامنے اُن کو زبردستی گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے۔ اکیلی عورت تھی، کچھ نہ کر سکتی تھی۔ اور میرے دیکھتے دیکھتے ان ظالموں نے دونوں کو گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر کی توفیق دی اور کہتی ہیں دو ماہ بعد میری والدہ بھی وفات پا گئیں۔ اُس وقت بہت تکلیف دہ حالات تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر ثابت قدم رکھا اور احمدیت کی خاطر باوجود اس سختی کے اپنے ایمان پر آنچ نہ آنے دی۔ (خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ برموقع جلسہ سالانہ یو کے مورخہ 30 جولائی 1994ء بحوالہ ماہنامہ مصباح اکتوبر 1994ء صفحہ 15 جلد 68/44 شمارہ 10)

پھر ایک قربانی کا ذکر ہے۔ حنیف محمود صاحب نے ایک مضمون لکھا ہے اُس میں ان کا ذکر کیا ہے کہ 28 رمئی 2010ء میں جو واقعات ہوئے ہیں، ایک شہید نوجوان کی والدہ سے تعزیت کے لئے جب اکٹھے ہوئے تو انہوں نے افسوس کے الفاظ پر ٹوک دیا۔ یعنی افسوس کرنے جب اُن کے پاس گئے تو اُنہوں نے ٹوک دیا، روک دیا کہ میرے سے افسوس نہ کرو۔ مَیں تو ایک شہید کی والدہ ٹھہری ہوں۔ کہتے ہیں شہید کی والدہ، شہید کی بیوہ یا بہن بھائی ہونے کا شرف حاصل ہونے کے الفاظ تقریباً ہر گھر سے سننے میں آئے اور بڑے حوصلے اور صبر سے ان سب عورتوں نے یہ صدمے برداشت کئے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 21 جولائی 2010ء جلد 95/60 نمبر 153 صفحہ 15)

پھر ایک مضمون میں جو الفضل میں احمدی خواتین اور تحریک وقف زندگی کے موضوع پر چھپا تھا، ایک ذکر آیا کہ ایک خاتون اہلیہ مستری نور محمد صاحب گنج مغل پورہ تھیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے محمد لطیف امرتسری کو خط لکھا کہ آج قادیان میں رہنا بہت بڑا مجاہدہ ہے۔ تم نہایت جوانمردی اور استقلال سے حفاظت مرکز کی ڈیوٹی دیتے رہو۔ اور اگر اس راہ میں جان بھی دینی پڑے تو دریغ نہ کرو۔ یاد رکھو کہ تم پر ہم تبھی خوش ہوں گے جب تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس بستی قادیان کی حفاظت میں قربانی کا وہ اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھاؤ جو ایک احمدی نوجوان کے شایانِ شان ہے۔ گھبراؤ نہیں۔ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ ہم تمہارے ماں باپ تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تمہیں استقامت بخشے۔ (الفضل ربوہ 18 اگست 2008ء جلد 58-93 نمبر 188 صفحہ 4)

پھر شہدائے لاہور کے ذکر میں جن کا مَیں پہلے اپنے خطبات میں بھی ذکر کر چکا ہوں۔ یہاں آپ کے سامنے ایک واقعہ پیش کرتا ہوں مَیں نے پہلے بھی بیان کیا تھا کہ ایک خاتون لکھتی ہیں کہ میرے چھوٹے بچے بھی جمعہ پڑھنے گئے تھے اور خدا نے اُنہیں اپنے فضل سے بچا لیا۔ جب مسجد میں خون خرابہ ہو رہا تھا تو ہماری ہمسائی ٹی وی پر دیکھ کر بھاگی آئیں کیونکہ پاکستان کا ٹیلی ویژن اُس وقت سب کچھ دکھا رہا تھا۔ اس سوچ کے ساتھ میرے گھر آئی کہ مَیں رو دھو رہی ہوں گی، کیونکہ مسجد کے ساتھ اُن کا گھر تھا اور وہ نظارے بھی دیکھ رہی تھیں، خبر بھی سن لی تھی، لیکن کہتی ہیں جب میرے پاس آئیں تو مَیں نے اُن سے کہا کہ ہمارا معاملہ تو خدا کے

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر235

مکرمہ احلام عبداللہ صاحبہ (3)

گزشتہ دو قسطوں میں ہم نے مکرمہ احلام عبد اللہ صاحبہ آف لبنان کے احمدیت کے سفر کی داستان کا ایک حصہ پیش کیا تھا جس میں انہوں نے اپنے علم میں آنے والے مختلف عقائد اور مسائل اور ان کے بارہ میں ذہن میں اٹھنے والے بعض سوالات کا ذکر کیا تھا۔اس کے بعد وہ بیان کرتی ہیں:

حصولِ علم کی شدید خواہش

چونکہ میرے والدین پڑھے لکھے نہ تھے اس لئے ایک حد تک تو انہوں نے میرے سوالوں کے جواب دیئے۔ جس کے بعد ان کے پاس میرے بے شمار سوالوں کے جواب نہ تھے۔مختلف عقائد کے بارہ میں تحقیق کی خواہش تو میرے دل میں بارہا جاگتی تھی لیکن اس کے لئے میرے پاس نہ کتابیں تھیں نہ علمی مقدرت۔ مجھے محض گیارہ سال کی عمر میں ہی سکول سے اٹھالیا گیا تھا جبکہ مَیں ابھی محض چھٹی کلاس کی طالبہ تھی اور بعد میں یہی سلوک میری چھوٹی بہن سے روا رکھا گیا۔ پڑھائی چھڑوا لینے کے بعد مَیں اپنے والد صاحب کے ساتھ کھیتی باڑی میں ہاتھ بٹاتی اور ظہر کے بعد ان کی دکان پر مدد کرتی تھی۔اس عرصہ میں بیرونی دنیا کے ساتھ ہمارا رابطہ ٹی وی کے ذریعہ ہی تھا۔ہم دونوں بہنوں کو پڑھائی کا بہت شوق تھا اور اکثر اس محرومی کے بارہ میں سوچ سوچ کر روتی رہتی تھیں۔ مجھے زندگی بھر کے لئے کھیتی باڑی اور باورچی خانے کا کام کرنا ناقابل قبول تھا۔مَیں مستقبل میں ایک ایسی عورت نہیں بننا چاہتی تھی جو اپنے بچوں کی دوائی کے ساتھ لکھی ہوئی ہدایات بھی نہ پڑھ سکے اور اپنی جہالت کی بنا پر ایک جاہل نسل کو پیدا کر کے معاشرے کے دکھوں میں مزید اضافہ کرنے والی ثابت ہو۔ پڑھائی کے لئے شدید تڑپ نے میری راتوں کی نیند اڑا دی تھی۔شاید اگر میرے مصلّے کو زبان عطا ہوتی تو وہ اس بارہ میں میری گریہ وزاری کا کچھ حال بیان کرسکتا۔ ایک عرصہ تک دعائیں کرنے کے بعد خدا تعالیٰ نے اس بارہ میں بڑے واضح رؤیائے صالحہ کے ذریعہ بشارات سے نوازا۔

تکمیلِ خواہش کی بشارت

مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں اور میری بہن والدہ صاحبہ کے ساتھ کمرے کا فرش توڑ رہے ہیں کہ اس فرش کے نیچے ہمیں ایک اور مدفون کمرہ ملتا ہے۔ہم ایک سیڑھی کے ذریعہ اس میں اترتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے درمیان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مزار ہے جس سے نور پھوٹ رہا ہے اور پاس تفسیر قرآن اور ایک انجیل پڑی ہے لیکن وہ عام مروجہ اناجیل سے بہت مختلف دکھائی دیتی ہے، نیز عصائے موسیٰ پڑا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں پورا کمرہ لعل وجواہر سے بھرا ہوا ہے۔مَیں تفسیر قرآن، انجیل اور عصائے موسیٰ لے کر اپنی والدہ اور بہن سے کہتی ہوں کہ یہ مَیں لے لیتی ہوں اور باقی لعل وجواہر بے شک آپ دونوں آپس میں تقسیم کرلیں۔

مَیں نے ایک مولوی سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے بتایا کہ چونکہ حضرت علی کو علم کا دروازہ کہا گیا ہے اس لئے عین ممکن ہے کہ تمہاری علم حاصل کرنے کی خواہش پوری ہو جائے۔میں یہ سن کر سوچنے لگی کہ اتنے سال گزر جانے کے بعد نہ جانے کس طریقے سے یہ خواہش پوری ہوگی؟ اور کیا واقعی یہ تعبیر درست ہے؟

ایک اور رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں اور میری بہن ایک بے آب وگیاہ جنگل میں ہیں اور شدتِ پیاس کی وجہ سے پانی کی تلاش میں پھر رہی ہیں۔ایسے میں کیا دیکھتے ہیں کہ دُور ایک اونچے ٹیلے پر آسمان سے صاف وشفاف پانی نازل ہو رہا ہے۔ اسے دیکھ کر مَیں اپنی بہن سے کہتی ہوں کہ وہ دیکھو آسمان سے پانی نازل ہو رہا ہے ہم چل کے پیتے ہیں۔ چنانچہ مَیں تو جلدی جلدی چند چھلانگوں میں ہی اس ٹیلے کی چوٹی پر جا پہنچتی ہوں جبکہ میری بہن ایک لمبی سیڑھی کے ذریعہ چڑھتی ہے اس لئے اسے کافی وقت لگ جاتا ہے۔

ان خوشخبریوں کے بعد بھی مَیں نے اپنی دعائیں جاری رکھیں۔اور اکثر میری زبان پر یہ الفاظ رہتے تھے کہ میرے والد نے تو مجھے پڑھائی سے محروم کر دیا لیکن میرے پیدا کرنے والے خالق نے مجھے علم کی دولت عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے جو ضرور پورا ہوگا۔

خواب پورے ہونے لگے

مَیں نے پندرہ سال کی عمر میں یہ خواب دیکھے تھے۔ خوابوں کی تعبیر ڈھونڈتے اور دعائیں کرتے کرتے مزید پانچ سال گزر گئے۔یعنی جب میری عمر بیس سال کی ہوئی تو ایک دن میرے ماموں جو کہ تقریباً میرے ہم عمر ہی تھے تشریف لائے اور کہنے لگے کہ میرے پاس تمہارے لئے ایک خوشخبری ہے۔اور وہ یہ کہ وزارت تعلیم کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جن لوگوں کو کسی وجہ سے تعلیم مکمل کرنے کا موقعہ نہیں ملا وہ اپنی مڈل کی تعلیم دوبارہ جاری رکھنے کی درخواست کر سکتے ہیں۔اس وقت مجھے پڑھائی چھوڑے نو سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔اور مَیں نے تو چھٹی کلاس سے پڑھائی چھوڑی تھی۔مَیں نے ماموں سے پوچھا کہ مَیں نے تو چھٹی اور ساتویں جماعت کا کورس پڑھا ہی نہیں پھر کیا مجھے دوبارہ چھٹی جماعت سے شروع کرنا پڑے گا یا ڈائریکٹ آٹھویں جماعت کا امتحان دینا ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ تمہیں یہ موقعہ ملا ہے کہ ڈائریکٹ آٹھویں جماعت کا امتحان دے سکتی ہو، اب یہ تمہاری ذہانت اور کوشش پر منحصر ہے کہ یہاں سے آگے جانا ہے یا پہلی کلاسوں میں دو تین سال ضائع کرنے ہیں۔

دیر سے پہنچنا، نہ پہنچنے سے بہتر ہے

اس وقت تک ہمارے گھر میں بہت سی تبدیلیاں آچکی تھیں۔والدین کی علیحدگی ہو چکی تھی اور والدہ صاحبہ میرے نانا کے گھر میں رہتی تھیں۔ مجھے ماموں کی زبانی یہ خبر سن کر اس قدر خوشی ہوئی تھی کہ مَیں نے ان امور کے بارہ میں سوچنے پر وقت ضائع کرنے کی بجائے فوراً اپنی والدہ صاحبہ سے بات کی کہ وہ اگلے ہی روز میری طرف سے وزارت تعلیم میں درخواست دے دیں نیز قریبی ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر سے جا کر پوچھ لیں کہ کیا وہ بیس سالہ لڑکی کو اپنے سکول میں بچوں کے ساتھ مل کر پڑھنے کی اجازت دے دیں گے؟ اس کے بعد جب مَیں نے اپنے والد صاحب سے بات کی تو وہ سخت ناراض ہو کر کہنے لگے: ابھی تک تمہارے دماغ پر پڑھائی کا بھوت سوار ہے؟ مَیں تمہیں سکول جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔کیا یہ بتاتے ہوئے تمہیں شرم نہ آئے گی کہ اس عمر میں تم ساتویں یا آٹھویں جماعت کی پڑھائی کرنے کے لئے سکول جاتی ہو؟ مَیں نے کہا کہ دیر سے پہنچنا، نہ پہنچنے سے تو بہرحال بہتر ہوتا ہے۔اور اگر آپ مجھے سکول جانے کی اجازت نہیں دیتے تو مَیں آپ کی بات مان کر سکول نہیں جاتی۔لیکن آپ بھی میری ایک بات مان لیں کہ مجھے سال کے آخر پر صرف امتحانات کے لئے سکول جانے کی اجازت دے دیں، پڑھائی کا معاملہ مَیں اپنے خدا پر چھوڑتی ہوں جو سب معلمین کا بھی معلم اعظم ہے۔ میرے والد صاحب نے ناگواری سے یہ کہتے ہوئے میری بات مان لی کہ: دیکھتے ہیں تمہارا یہ جنون کیا گُل کھلاتا ہے؟

امتحان کی تیاری

مَیں نے کورس کی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا۔ پڑھائی کے لئے میرا شوق اور جستجو کچھ ایسی تھی کہ مَیں نے کم وبیش یہ کتابیں حفظ ہی کر ڈالیں۔اس کے بعد ریاضی کا مضمون تھا جس کی عبارتیں اور فارمولے اور انگریزی میں وضاحتیں دیکھ کر میرا عزم کمزور پڑنے لگا۔ مجھے اس میں سے نہ کچھ سمجھ آتا تھا اور نہ اس مشکل کا کوئی حل سجھائی دیتا تھا۔ چاروناچار ایک ڈکشنری لی جس سے انگریزی عبارات کا عربی میں ترجمہ کر کے سمجھنے لگی۔مَیں نے ریاضی کی اُس کتاب کو سمجھنے کے لئے اتنی کوشش کی جتنی شاید مسئلہ فلسطین کو حل کرنے کے لئے نہیں کی گئی ہوگی۔لیکن میری کوششوں کا نتیجہ نہایت معمولی تھا۔ یہ دیکھ کر مَیں پھر اپنے ربّ کے حضور جھکی اور عرض کیا کہ اے خدا تُو نے کرم نوازی فرمائی اور مجھے علم کی روشنی عطا کرنے کا وعدہ کیا اور اسے پورا فرما کر غیب سے میرے لئے دروازہ کھولا ہے۔اب کرم فرما کے مجھے میری اس مشکل میں بھی راہنمائی فرما۔اے وہ ہستی جس نے حساب وکتاب کے یہ کلیے قاعدے بڑی بڑی شخصیات کو سمجھائے ہیں مجھے بھی اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔ان دنوں میں مَیں نے کثرت سے اپنی خوابوں میں ایک قدیم سہیلی کو دیکھنا شروع کیا۔اس بنا پر مَیں نے جب اس سے رابطہ کیا تو وہ ریاضی میں میری مدد کرنے پر تیار ہوگئی۔ وہ ہر شام کو کچھ وقت کے لئے آجاتی اور مجھے پڑھا جاتی۔یوں مَیں نے ریاضی کے تمام سوالات حل کر لئے۔

جب میرے والد صاحب نے میری سنجیدگی اور عزم دیکھا کہ مَیں واقعی کچھ کرنا چاہتی ہوں تو انہوں نے بھی کسی قدر نرمی شروع کر دی حتی کہ مجھے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر کسی مدد کی ضرورت ہو تو وہ کرنے کیلئے تیار ہیں۔اس وقت تک مَیں نے دیگر مضامین کے علاوہ ریاضی کو بھی کور کر لیا تھا لیکن سائنس کے دیگر مضامین باقی تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ مجھے اس وقت تک کچھ خبر نہ تھی کہ فزکس، کیمسٹری اور بیالوجی کی کتب میں کیا لکھا ہے اور مَیں نے اس کی تیاری کیسے کرنی ہے؟ مَیں نے والد صاحب سے عرض کیا کہ میں سائنس کے ہر مضمون کے بارہ میں ایک ایک ٹیوشن لینا چاہتی ہوں تا کہ مَیں کم از اتنا لکھ سکوں کہ ان مضامین میں میرے نمبر صفر نہ ہوں کیونکہ صفر سے مجھے بہت نفرت تھی۔

والد صاحب نے اجازت دی تو سب سے پہلے بیالوجی پڑھنے کے لئے مَیں اپنے ماموں کے پاس گئی۔ انہوں نے کہا کہ تم میری بھانجی ہی نہیں ہو بلکہ میری ہم عمر ہونے کے ناطے میری بہن اور دوست کی طرح بھی ہو۔مَیں نے ہی تمہاری خواہش دیکھ کر کوشش کی اور بفضلہٖ تعالیٰ آج تم امتحان کی تیاری کر رہی ہو لیکن ایک بات مَیں تمہیں بڑی وضاحت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تمہاری اس بار کامیابی ناممکن ہے۔تمہیں علم ہے کہ مَیں سارا سال سکول جاتا رہا تھا اور سال بھر کی پڑھائی کے بعد بھی پہلی دفعہ فیل ہو گیا۔مَیں نے سال بھر بیالوجی پڑھی لیکن میرے بیس میں سے محض چھ نمبر آئے۔اس لئے تم اتنی کم محنت سے کامیابی کا خواب دیکھنا چھوڑ دو۔ ہاں چونکہ موقع مل گیا ہے اس لئے چند سالوں میں کامیابی بھی مل جائے گی۔

میرے ماموں کے الفاظ نے تو جیسے میری کمرِ ہمت ہی توڑ ڈالی۔مَیں نے دعا کی کہ خدایا مجھے معلوم نہیں کہ تو نے میرے مقدر میں امسال کامیابی لکھی ہے یا نہیں۔تاہم میری ایک دعا ہے کہ میرا رزلٹ چاہے جو بھی ہو، بیالوجی کے مضمون میں میرے نمبر میرے ماموں سے زیادہ آئیں خواہ وہ ایک ہی نمبر زیادہ ہو تا کہ انہیں بھی یقین ہو جائے کہ جو خدا تعالیٰ کے پاس ہے کسی اور کے پاس نہیں اور جو خدا کرنا چاہتا ہے اسے اس سے کوئی روک نہیں سکتا۔

بڑی چھلانگ

امتحان شروع ہونے سے اٹھارہ دن قبل مَیں نے ایک استاد سے باقی ماندہ مضامین کی ایک ایک دن کی ٹیوشن لی۔پہلی دفعہ کے امتحان میں مَیں سائنس کے مضامین کی وجہ سے فیل ہو گئی۔لیکن یہ دیکھ کر عجیب فرحت اور خوشی نصیب ہوئی کہ میری دعا کے عین مطابق بیالوجی میں میرا صرف ایک نمبر میرے ماموں سے زیادہ ہے۔اس وقت مجھے رہ رہ کے خیال آیا کہ کاش مَیں نے اس سے زیادہ نمبروں کی دعا کی ہوتی تو وہ قادر خدا میری یہ خواہش بھی پوری کر دیتا۔

بہرحال مَیں نے سپلیمنٹری میں دوبارہ امتحان دیا تو بفضلہٖ تعالیٰ کامیاب ہوگئی۔ یہ ایک غیر معمولی کامیابی تھی اور سب کے لئے حیران کن بھی۔

اس کامیابی کے بعد مَیں نے اپنی بہن کو بھی اس بات پر آمادہ کرنا شروع کر دیا کہ وہ بھی میری طرح پڑھائی شروع کر دے لیکن وہ کہتی کہ مَیں تمہاری طرح محنت نہ کرسکوں گی اور فیل ہو جاؤں گی۔

دوسری طرف مَیں نے مڈل کے بعد میٹرک کی پڑھائی کے لئے باقاعدہ سکول جانے کی کوشش کی لیکن ہمارے حالات مالی حالات نے مجھے کام کرنے پر مجبور کر دیا۔اس وقت مجھے اپنا ایک خواب یاد آیا جس میں مَیں نے دیکھا تھا کہ مَیں ایک ہی چھلانگ میں زمین سے ایک چھوٹے ستارے تک جا پہنچی ہوں اور پھر وہاں سے چھلانگ لگاتی ہوں تو ایک بڑے ستارے پر چلی جاتی ہوں۔مَیں نے سوچا کہ مَیں نے ایک چھلانگ میں مڈل تو کر لیا ہے اب باقاعدہ پڑھنے کی بجائے کام کرتی رہوں گی اور پھر دو تین سال میں تیاری کرنے کے بعد دوسری چھلانگ میں میٹرک کر لوں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس کا بقیہ حال اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔

(باقی آئندہ)

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ربوہ)

قسط نمبر44

✪......پھر متی باب 27 آیت 51 تا 54 میں لکھا ہے:

اورمقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا اورزمین لرزی اور چٹانیں تڑک گئیں۔

ہمیں یہ بیان پڑھ کر تعجب ہوتا ہے کہ اس لمحے جب چرچ کے کہنے کے مطابق تمام انسانیت کی نجات کا سامان ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس غضب اور ناراضگی کا اظہار کیوں ہوا۔حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح کوصلیب پر چڑھانا انسانیت کی نجات کے لئے نہیں تھا بلکہ یہ ناراضگی کا اظہار انسانیت کے لئے جو سامان اللہ تعالیٰ نے اس کی راہنمائی کے لئے بھیجا تھا اس کو ختم کرنے کی ظالمانہ کوشش اور خدا کے نبی کو دکھ میں ڈالنے کی وجہ سے تھا۔ورنہ حضرت مسیح تو ہرگز نہ چاہتے تھے کہ ان کو صلیب پر چڑھایا جائے جیسا کہ ان کی دعا سے ظاہر ہے جو ساری رات انہوں نے کی اور نہ ہی خدا کی مرضی تھی کہ یسوع کوصلیب پر چڑھایا جائے جیسا کہ اس خواب سے ظاہر ہے جو پیلاطوس کی بیوی کو دکھائی گئی۔

✪......متی باب 27 آیت 53، 54 میں لکھا ہے:۔

اور قبریں کھل گئیں اور بہت سے جسم ان مقدسوں کے جو سوگئے تھے جی اٹھے۔اور اس کے جی اٹھنے کے بعد قبروں سے نکل کر مقدس شہروں میں گئے اور بہتوں کو دکھائی دیئے۔

مَیں اپنے تمام عیسائی بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ وہ براہ مہربانی ان آیات کو غور سے پڑھیں اور بار بار پڑھیں اور سوچیں کہ اس کتاب کو جس کو وہ کلام الٰہی قرار دیتے ہیں کیا لکھا ہے؟ لکھا یہ ہے کہ جب صلیب پر یسوع نے جان دے دی تو:

(1) قبریں کھل گئیں اور بڑی تعداد میں فوت شدہ لوگ زندہ ہوگئے۔

(2) مگر زندہ ہونے کے تین دن تک یعنی جب تک یسوع اپنی مزعومہ موت سے زندہ نہ ہوا وہ زندہ ہونے والے قبروں میں ہی پڑے رہے۔

(3) جب یسوع اپنی فرضی موت سے زندہ ہوا تو یہ بڑی تعداد میں زندہ ہونے والے جو تین دن سے قبروں میں لیٹے ہوئے تھے قبروں سے باہر نکلے اور سڑکوں پر لوگوں کو نظر آئے۔

دیکھا آپ نے کہ آپ کی کتاب جس کو آپ الہامی کتاب، خدا کا کلام کہتے ہیں کیا کہتی ہے؟

اور مسیحی مفسرین نے اس عجیب وغریب عبارت پر پردہ ڈالنے کے لئے کیا کیا قلابے ملائے ہیں۔

مَیں صرف ان مفسرین سے یہ سادہ سوال پوچھنا چاہوں گا۔کیا متی کے بیان کے مطابق بڑی تعداد میں قبریں کھل گئیں اور مردہ مقدس لوگ زندہ ہوگئے تھے؟ اور کیا وہ تین دن تک قبروں میں پڑے رہے تھے اور کیا وہ مسیح کے جی اٹھنے پر لوگوں کو سڑکوں پر چلتے نظر آئے تھے؟ ہاں یا نہیں؟

اگر نہیں تو آپ متی کی انجیل کو خدا کا کلام کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

Arthur S. Peaks اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

We can hardly suppose that the original account of the miracle represented them as staying alive in their tombes from Friday afternoon till Sunday morning.

مگر محترم !متی کی انجیل میں تو صاف صاف یہی لکھا ہے پھر آپ نے اس کتاب کی جو غلط بیانیوں سے پُر ہے اتنی ضخیم تفسیر لکھنے کی تکلیف کیوں کی۔اور کیوں آپ اس کتاب کو خدا کا کلام سمجھتے ہیں؟

✪......متی باب 27 آیت 37 تا 61 میں یسوع کی تدفین کا ذکر ہے اس لئے یہ غلط فہمی ہوسکتی ہے کہ گویا یسوع کو اس طرح قبر میں دفن کیا گیا جس طرح عام طور پر دنیا میں تدفین کا رواج ہے۔ چاروں اناجیل کے سرسری مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبر ایک کمرہ کی طرح تھی جس میں بیک وقت متعدد آدمی جاسکتے تھے اور اس کمرہ میں یسوع کو جو ابھی زندہ تھا رکھ دیا گیا اور یوسف آرمیتیا نے اس میں مرکزی کردار ادا کیا اور نیکدیمس پچاس سیر کے قریب مُر اور عود ملا ہوا لایا۔یہ دونوں چیزیں اس مشہور مرہم کا حصہ تھیں جو مرہم عیسیٰ، مرہم حوارین اور مرہم رُسل کے نام سے مشہور ہے اور دنیا کے مختلف ملکوں اور مختلف زبانوں میں اطبّاء کی کتابوں میں اس کا ذکر ہے۔اس بارہ میں تفصیل جاننے کے لئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرکۃ الآراء کتاب مسیح ہندوستان میں کا تیسرا باب ملاحظہ فرمائیں۔

یسوع کو صلیب سے جلد اتار لینے کے سلسلہ میں انٹرپریٹرز بائبل کا یہ فقرہ قابل توجہ ہے:۔

It was a violation of Jesish law to have bodies hanging overnight (Deut. 21:22-23, cf. Josephus Jewish war IV.5.2), and especially over the sabbath. (Vs 42 cf. John 19.31)........

لوقا باب 23 آیت 54 سے واضح ہوجاتا ہے کہ جب یسوع کو یوسف آرمیتیا نے قبر میں رکھا۔اس وقت ہم اپنے قارئین کی توجہ خصوصیت سے اس طرف پھیرنا چاہتے ہیں کہ متی کے 27 باب، مرقس کے 15 باب، لوقا کے 23 باب اور یوحنا کے 19 باب میں یسوع کی تدفین کا جو ذکر ہے اور قبر کا جو بیان ہے وہ ایسی تدفین اور ایسی قبر ہے جس میں اگر زندہ شخص کی تدفین کی جائے تو وہ بھی مر جائے گا۔یہاں جس قبر کا ذکر ہے وہ ایک کمرہ کی طرح تھی اور اس کے اندر لوگ آ جاسکتے تھے جیسا کہ لوقا باب 24 آیت 3 سے بھی واضح ہے۔

✪......متی کے 27 باب کی آیت 62 تا 66 میں قبر پر پہرے کی ایک کہانی صرف متی نے بیان کی ہے اور دوسری اناجیل نے اس کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا۔ایک مسیحی سے جب یہ ذکر ہوا کہ قبر کا خالی پایا جانا تو قطعاً اس بات کا ثبوت نہیں کہ یسوع مردوں میں سے زندہ ہوگئے تھے۔قبر کے خالی ہونے کی اور بھی وجوہات ہوسکتی ہیں۔یہ بات کیوں درست نہ سمجھی جائے کہ یوسف آرمیتیا، نیکدیمس اور اس کے ساتھیوں نے شاگردوں کو خبر دیئے بغیر یسوع کو جو زندہ تھے وہاں سے منتقل کردیا ہو۔تو اس مسیحی نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی کہ قبر پر پہرہ لگا ہوا تھا۔حالانکہ وہ مسیحی دوست اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ یسوع کو قبر میں رات شروع ہونے سے پہلے جمعہ کے دن رکھ دیا گیا تھا اور پہرہ کا انتظام ہفتہ کے دن کیا گیا تھا۔کیوں نہ سمجھا جائے کہ جس وقت پہرہ والوں نے آکر پتھر پر مہر کی اس سے پہلے ہی یسوع کو قبر سے رات کے وقت نکالا جاچکا تھا اور اس وقت کسی پہرہ کا انتظام نہیں تھا۔

✪......عیسائی علماء متی کی اس کہانی کو کہانی ہی سمجھتے ہیں پادری ڈم میلو صاحب نے اس امکان کو تسلیم کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

62-66. The sepulchre is guarded (peculiar to St. Matthew) It is sometimes argued that this incident is unathentic, because the enemies of the Christ would not be likely to remember obscure prophecies of the Resurrection, which even the disciples failed to understand. This view is possible.

Peakes Commentary on the Bible کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:

62. It is hard to imagine the chief priests and the Pharisees as going to Pilate on the Sabbath

Arthur S. Peake اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

62-66. The guarding of the tomb (Mt. Only)

The story arose as a reply to the Jesus who averted that the disciples had removed the body of Jesus, itself a reply to the disciples, assertion of the empty grave. It is a relic of controversy in which each side imputed unworthy motives to the other and stated suggestion as established facts.

پھر یہ کتاب خدا کا کلام کہلانے کی مستحق ہے۔اور کیا اس کتاب کے قصے کہانیوں پر کسی مذہبی عقیدہ کہ بنیاد رکھی جاسکتی ہے؟

✪......متی کے 27 باب کے آخری حصہ میں بیان ہے کہ جب شام ہوئی تو یوسف نام آرمیتیا کا ایک دولت مند آدمی آیا جو خود بھی یسوع کا شاگرد تھا اور اس نے پیلاطس کے پاس جاکر یسوع کی لاش مانگی اور پیلاطس نے اسے دینے کا حکم دیا۔ (متی باب 27 آیت 57-58)

اس حصہ کے مقابل میں مرقس باب 15 میں لکھا ہے:

جب شام ہوگئی تو اس لئے کہ تیاری کا دن تھا جو سبت سے ایک دن پہلے ہوتا ہے آرمیتیا کا رہنے والا یوسف آیا جو عزت دار مشیر اور خود بھی خدا کی بادشاہی کا منتظر تھا اس نے جرأت سے پیلاطس کے پاس جاکر یسوع کی لاش مانگی اور پیلاطس نے تعجب کیا کہ وہ ایسا جلد مرگیا۔

(مرقس باب 15 آیت 42 تا 44)

یہ آیت صاف اشارہ کررہی ہے کہ وہ شخص جس کو ان چیزوں کا خوب تجربہ تھا اس نے بھی یسوع کی صلیب پر موت پر شبہ کا اظہار کیا۔پس یسوع کی صلیب پر موت کے بارہ میں شبہ بعد کی بات نہیں بلکہ عین اس وقت بھی ملک کے سب سے ذمہ دار آدمی کو اس پر شبہ تھا اور اس نے اپنے شبہ کا اظہار بھی کیا۔

ہمارے عیسائی بھائیوں کو اناجیل کے اس آخری حصہ میں دو باتوں کی طرف خصوصی توجہ کرنا چاہئے کہ صلیب پر لٹکانے کے بعد چونکہ لٹکائے جانے والے کئی کئی دن تک زندہ رہتے تھے اس لئے ان کی موت کو یقینی بنانے کے لئے ان کی ہڈیاں توڑی جاتی تھیں مگر یسوع کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں حالانکہ ان کے ساتھ لٹکائے جانے والے دو اشخاص کی ہڈیاں توڑی گئیں۔یہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک تدبیر تھی جس نے صلیبی موت سے حضرت مسیح کو بچالیا۔اس طرح حضرت مسیح کی مزعومہ موت کے بعد ان کے پہلو کو بھالے سے چھیدا گیا تو خون کا زور سے باہر نکلنا بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ اس وقت جب سمجھا گیا کہ مسیح فوت ہوچکے ہیں دراصل وہ زندہ تھے۔

(باقی آئندہ)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738

24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062

Same Day Visa Service
Email: law786@live.com

RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے حوالے سے خاتم الانبیاء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارفع مقام، آپ کی بلند شان اور حضور علیہ السلام کی اپنے آقا ومطاع صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کا دلنشیں تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ یکم فروری 2013ء بمطابق یکم تبلیغ 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ-

گزشتہ سے پچھلے جمعہ بارہ ربیع الاول تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے حوالے سے مَیں نے بتایا تھا کہ پاکستان میں میلاد النبیؐ کے جلسے اور جلوس منعقد ہو رہے ہیں۔ جن میں خاص طور پر پاکستان میں سابقہ تجربہ کی بنا پر میں نے کہا تھا کہ یہ قوی امکان ہے کہ سیرت اور عشقِ رسول کا کم ذکر ہو اور خاص طور پر ربوہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کے خلاف مغلّظات اور دریدہ دہنی کا زیادہ اظہار ہوگا۔ چنانچہ جو رپورٹس آئیں، وہی کچھ ہوا۔ جلسے کئے گئے، ربوہ کی گلیوں میں جلوس نکالے گئے اور مغلّظات بکی گئیں۔ اُن کو سب کچھ کہنے کی آزادی ہے۔ احمدیوں کو اللہ اور رسول کا نام لینے کی بھی آزادی نہیں۔ بہرحال یہ علماءِ سُوء کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ قوم پر بھی رحم فرمائے کہ ان نام نہاد علماء کے چنگل سے آزاد ہوں۔ یہ گالیاں بکنا تو ان نام نہاد علماء کا کام ہے، یہ بکتے رہیں گے۔ اور یہ بات کہ یہ گالیاں بکیں یا روکیں ڈالیں، جماعت کی ترقی میں یہ روکیں کوئی کردار ادا نہیں کرسکتیں بلکہ ہر مخالفت جماعت کی ترقی کے قدم پہلے سے آگے بڑھاتی ہے۔

اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چند تحریرات آپ کے سامنے رکھوں گا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان، مقام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے آقا ومطاع سے عشق ومحبت اور غیرت کا اظہار ہوتا ہے اور اس کے نمونے ملتے ہیں۔ ایک طرف یہ مخالفین ہیں جو دریدہ دہنی کر رہے ہیں۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان فرماتے ہیں۔ تمام انبیاء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اصل حقیقت یہ ہے کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دنیا کا مربّیٔ اعظم ہے۔ یعنی وہ شخص کہ جس کے ہاتھ سے فسادِ اعظم دنیا کا اصلاح پذیر ہوا۔ جس نے توحید گم گشتہ اور ناپدید شدہ کو پھر زمین پر قائم کیا۔ جس نے تمام مذاہب باطلہ کو حجت اور دلیل سے مغلوب کر کے ہر یک گمراہ کے شبہات مٹائے جس نے ہر یک ملحد کے وسواس دور کئے اور سچا سامان نجات کا.........اصول حقہ کی تعلیم سے ازسرنو عطا فرمایا۔ پس اس دلیل سے کہ اس کا فائدہ اور افاضہ سب سے زیادہ ہے اس کا درجہ اور رتبہ بھی سب سے زیادہ ہے۔ اب تواریخ بتلاتی ہے۔ کتاب آسمانی شاہد ہے اور جن کی آنکھیں ہیں وہ آپ بھی دیکھتے ہیں کہ وہ نبی جو بموجب اس قاعدہ کے سب نبیوں سے افضل ٹھہرتا ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں''۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 97 حاشیہ)

براہینِ احمدیہ کا یہ حوالہ ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمہ کی عظمت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''حضرت موسیٰ بردباری اور حلم میں بنی اسرائیل کے تمام نبیوں سے سبقت لے گئے تھے۔ اور بنی اسرائیل میں نہ مسیح اور نہ کوئی دوسرا نبی ایسا نہیں ہوا جو حضرت موسیٰ کے مرتبۂ عالیہ تک پہنچ سکے۔ توریت سے ثابت ہے جو حضرت موسیٰ رفق اور حلم اور اخلاق فاضلہ میں سب اسرائیلی نبیوں سے بہتر اور فائق تر تھے۔ جیسا کہ گنتی باب دوازدہم آیت سوم توریت میں لکھا ہے کہ موسیٰ سارے لوگوں سے جو رُوئے زمین پر تھے زیادہ بردبار تھا۔ سو خدا نے توریت میں موسیٰ کی بردباری کی ایسی تعریف کی جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں میں سے کسی کی تعریف میں یہ کلمات بیان نہیں فرمائے۔ ہاں جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمام ان اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:5)۔ تو خلق عظیم پر ہے۔ اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہوگا کہ جہاں تک درختوں کے لئے طول وعرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاقِ فاضلہ وشمائلہ حسنہ نفسِ انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاقِ کاملہ تامّہ نفسِ محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْکَ عَظِيْمًا (النساء :114)۔ یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب 45 میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں موجود ہے جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا''۔ (براہین احمدیہ۔ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 605-606 حاشیہ در حاشیہ)

یہ بھی براہینِ احمدیہ کا حوالہ ہے۔

پھر جو اعلیٰ درجہ کا نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا، اُس کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز اَرضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء

سیدالاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔......اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد، ہمارے مولیٰ، ہمارے ہادی، نبی اُمّی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔ جیسا کہ خود خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (الانعام:163-164) وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ۔ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ (الانعام:154)۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (آل عمران:32)۔ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ لِلّٰہِ (آل عمران:21)۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (المومن:67)

یعنی ان کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدوجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالموں کا ربّ ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے۔ اور مَیں اوّل المسلمین ہوں۔ یعنی دنیا کی ابتدا سے اس کے اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو۔ جو خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اس کو واپس دینے والا ہو‘‘۔ ’’خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اُس کو واپس دینے والا‘‘، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے سپرد جتنے بھی کام کئے ہیں، جو ذمہ داریاں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد جو فرائض وحقوق تھے، اُن کی ادائیگی کی جو انتہا ہو سکتی تھی وہ آپؐ نے فرمائی۔

فرمایا: ’’اس آیت میں اُن نادان موحّدوں کا ردّ ہے جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء پر فضیلت کلّی ثابت نہیں اور ضعیف حدیثوں کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مجھ کو یونس بن متّٰی سے بھی زیادہ فضیلت دی جائے۔ یہ نادان نہیں سمجھتے کہ اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو‘‘ (اول تو حدیث کا پتہ نہیں صحیح ہے کہ نہیں۔ لیکن اگر مان لیا جائے کہ صحیح بھی ہو) ’’تب بھی وہ بطور انکسار اور تذلّل ہے جو ہمیشہ ہمارے سیّد صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی۔ ہر ایک بات کا ایک موقع اور محل ہوتا ہے۔ اگر کوئی صالح اپنے خط میں احقر عباد اللہ لکھے تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ شخص درحقیقت تمام دنیا یہاں تک کہ بت پرستوں اور تمام فاسقوں سے بدتر ہے اور خود اقرار کرتا ہے کہ وہ احقر عباد اللہ ہے کس قدر نادانی اور شرارت نفس ہے۔ غور سے دیکھنا چاہئے کہ جس حالت میں اللہ جلّ شانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اوّل المسلمین رکھتا ہے اور تمام مطیعوں اور فرمانبرداروں کا سردار ٹھہراتا ہے اور سب سے پہلے امانت کو واپس دینے والا آنحضرت صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرار دیتا ہے تو پھر کیا بعد اس کے کسی قرآن کریم کے ماننے والے کو گنجائش ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ میں کسی طرح کا جرح کر سکے۔ خدا تعالیٰ نے آیت موصوفہ بالا میں اسلام کے لئے کئی مراتب رکھ کر سب مدارج سے اعلیٰ درجہ وہی ٹھہرایا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت کو عنایت فرمایا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا اَعْظَمَ شَانَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔‘‘ فرماتے ہیں، فارسی شعر ہے کہ ؎

’’موسیٰ وعیسیٰ ہمہ خیلِ تُو اَند　　جملہ درین راہ طفیلِ تُو اَند‘‘

(یعنی موسیٰ اور عیسیٰ سب تیرے ہی گروہ میں سے ہیں اور سب اس راہ میں تیرے ہی طفیل سے ہیں۔)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’پھر بقیہ ترجمہ یہ ہے کہ اللہ جلّشانہٗ اپنے رسول کو فرماتا ہے کہ ان کو کہہ دے کہ میری راہ جو ہے وہی راہ سیدھی ہے سو تم اس کی پیروی کرو اور اَور راہوں پر مت چلو کہ وہ تمہیں خدا تعالیٰ سے دور ڈال دیں گی۔ ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ۔ میرے پیچھے چلنا اختیار کرو۔ یعنی میرے طریق پر جو اسلام کی اعلیٰ حقیقت ہے قدم مارو۔ تب خدا تعالیٰ تم سے بھی پیار کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ ان کو کہہ دے کہ میری راہ یہ ہے کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ اپنا تمام وجود خدا تعالیٰ کو سونپ دوں اور اپنے تئیں ربّ العالمین کے لئے خالص کرلوں۔ یعنی اس میں فنا ہو کر جیسا کہ وہ ربّ العالمین ہے مَیں خادم العالمین بنوں اور ہمہ تن اُسی کا اور اُسی کی راہ کا ہو جاؤں۔ سو مَیں نے اپنا تمام وجود اور جو کچھ میرا تھا خدا تعالیٰ کا کر دیا ہے۔ اب کچھ بھی میرا نہیں جو کچھ میرا ہے وہ سب اس کا ہے‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160-165)

یہ حوالہ جو مَیں نے پڑھا ہے یہ آئینہ کمالاتِ اسلام کا ہے۔

پس یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے اور یہ اُسوہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا۔ اب دیکھیں ہمارے مخالفین کا یہ اُسوہ ہے کہ وہ تو رحمت لے کر آئے تھے اور یہ لوگ کلمہ گوؤں کو بھی اذیتیں پہنچانے والے ہیں۔

پھر آپؐ کے فیض اور نبوت کی وسعت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’موسیٰ اور عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ایک ہی ہے۔ تین خدا نہیں ہیں۔ مگر مختلف تجلّیات کی رُو سے اُسی ایک خدا میں تین شانیں ظاہر ہو گئیں۔ چونکہ موسیٰ کی ہمّت صرف بنی اسرائیل اور فرعون تک ہی محدود تھی اِس لئے موسیٰ پر تجلّی قدرتِ الٰہی اُسی حد تک محدود رہی۔ اور اگر موسیٰ کی نظر اُس زمانہ اور آئندہ زمانوں کے تمام بنی آدم پر ہوتی تو توریت کی تعلیم بھی ایسی محدود اور ناقص نہ ہوتی جواَب ہے۔

ایسا ہی حضرت عیسیٰ کی ہمّت صرف یہود کے چند فرقوں تک محدود تھی جو اُن کی نظر کے سامنے تھے اور دُوسری قوموں اور آئندہ زمانہ کے ساتھ اُن کی ہمدردی کا کچھ تعلق نہ تھا۔ اس لئے قدرت الٰہی کی تجلّی بھی اُن کے مذہب میں اُسی حد تک محدود رہی جس قدر اُن کی ہمّت تھی۔ اور آئندہ الہام اور وحی الٰہی پر مُہر لگ گئی۔ اور چونکہ انجیل کی تعلیم بھی صرف یہود کی عملی اور اخلاقی خرابیوں کی اصلاح کے لئے تھی، تمام دُنیا کے مفاسد پر نظر نہ تھی اس لئے انجیل بھی عام اصلاح سے قاصر ہے۔ بلکہ وہ صرف ان یہودیوں کی موجودہ بداخلاقی کی اصلاح کرتی ہے جو نظر کے سامنے تھے۔ اور جو دُوسرے ممالک کے رہنے والے یا آئندہ زمانہ کے لوگ ہیں اُن کے حالات سے انجیل کو کچھ سروکار نہیں۔ اور اگر انجیل کو تمام فرقوں اور مختلف طبائع کی اصلاح مدّنظر ہوتی تو اس کی یہ تعلیم نہ ہوتی جواَب موجود ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ایک طرف تو انجیل کی تعلیم ہی ناقص تھی اور دُوسری طرف خود ایجاد غلطیوں نے بڑا نقصان پہنچایا جو ایک عاجز انسان کو خواہ نخواہ خدا بنایا گیا اور کفّارہ کا مَن گھڑت مسئلہ پیش کر کے عملی اصلاحوں کی کوششوں کا یکلخت دروازہ بند کر دیا گیا۔

اب عیسائی قوم دوگونہ بدقسمتی میں مبتلا ہے۔ ایک تو اُن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی اور الہام مدد نہیں مل سکتی کیونکہ الہام پر جو مُہر لگ گئی۔ اور دُوسری یہ کہ وہ عملی طور پر آگے قدم نہیں بڑھا سکتی کیونکہ کفّارہ نے مجاہدات اور سعی اور کوشش سے روک دیا۔ مگر جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اُس کی نظر محدود نہ تھی اور اس کی عام غم خواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا۔ بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان‘‘ (زمانے کے لحاظ سے بھی، جگہ کے لحاظ سے بھی) ’’اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی۔ اس لئے قدرت کی تجلّیات کا پُورا اور کامل حصّہ اُس کو ملا اور وُہ خاتم الانبیاء بنے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اُس سے کوئی رُوحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحبِ خاتَم ہے بجُز اُس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی اُمّت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اُس کے کوئی نبی صاحبِ خاتَم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمّتی ہونا لازمی ہے۔ اور اُس کی ہمّت اور ہمدردی نے اُمّت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور اُن پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑھ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختمِ رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیضِ وحی آپؐ کی پَیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص اُمّتی نہ ہو اُس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے اِن معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پَیروی سے اپنا اُمّتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل مُلہَم ہو سکتا ہے کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ مگر ظلّی نبوّت جس کے معنی ہیں کہ محض فیضِ محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دُنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمّت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطباتِ الٰہیہ کے دروازے کُھلے رہیں اور معرفتِ الٰہیہ جو مدارِ نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔ کسی حدیث صحیح سے اِس بات کا پتہ نہیں ملے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے جو اُمّتی نہیں یعنی آپؐ کی پیروی سے فیض یاب نہیں‘‘۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 28 تا 30)

یہ حوالہ حقیقۃ الوحی کا ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور تربیت کی وجہ سے صحابہ کرام کے مقام کی ترقیات کا

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں میں وہ جوش عشق الٰہی پیدا ہوا اور توجہ قدسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تاثیر اُن کے دلوں میں ظاہر ہوئی کہ انہوں نے خدا کی راہ میں بھیڑوں اور بکریوں کی طرح سر کٹائے۔ کیا کوئی پہلی اُمّت میں ہمیں دکھا سکتا ہے یا نشان دے سکتا ہے کہ انہوں نے بھی صدق اور صفا دکھلایا‘‘۔

پھر آپ نے حضرت موسیٰ کی بھی مثال دی کہ اُن کی قوم میں بھی نظر نہیں آتا۔ پھر فرمایا:

’’حضرت مسیح کے صحابہ کا حال سنو...... جس قدر حواری تھے، وہ مصیبت کا وقت دیکھ کر بھاگ گئے اور ایک نے بھی استقامت نہ دکھلائی اور ثابت قدم نہ رہے اور بزدلی اُن پر غالب آ گئی۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تلواروں کے سایہ کے نیچے وہ استقامتیں دکھلائیں اور اس طرح مرنے پر راضی ہوئے جن کی سوانح پڑھنے سے رونا آتا ہے۔ پس وہ کیا چیز تھی جس نے ایسی عاشقانہ روح اُن میں پھونک دی اور وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے اُن میں اس قدر تبدیلی کر دی۔ یا تو جاہلیت کے زمانہ میں وہ حالت اُن کی تھی کہ وہ دنیا کے کیڑے تھے اور کوئی معصیت اور ظلم کی قسم نہیں تھی جو اُن سے ظہور میں نہیں آئی تھی اور یا اس نبی کی پیروی کے بعد ایسے خدا کی طرف کھینچے گئے کہ گویا خدا اُن کے اندر سکونت پذیر ہو گیا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وہی توجہ اُس پاک نبی کی تھی جو اُن لوگوں کو سفلی زندگی سے ایک پاک زندگی کی طرف کھینچ کر لے آئی۔ اور جو لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے اُس کا سبب تلوار نہیں تھی بلکہ وہ اُس تیرہ سال کی آہ وزاری اور دعا اور تضرّع کا اثر تھا جو مکّہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے۔ اور مکّہ کی زمین بول اُٹھی کہ مَیں اس مبارک قدم کے نیچے ہوں جس کے دل نے اس قدر توحید کا شور ڈالا جو آسمان اُس کی آہ و زاری سے بھر گیا۔ خدا بے نیاز ہے۔ اُس کو کسی ہدایت یا ضلالت کی پرواہ نہیں‘‘۔ (کوئی ہدایت پاتا ہے یا گمراہ ہوتا ہے اُس کو پرواہ نہیں) ’’پس یہ نورِ ہدایت جو خارق عادت طور پر عرب کے جزیرہ میں ظہور میں آیا اور پھر دنیا میں پھیل گیا، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دلی سوزش کی تاثیر تھی‘‘۔ (یہ آپ کی دعائیں تھیں جو سینے سے اُبل رہی تھیں کہ دنیا ہدایت پا جائے۔) فرمایا ’’ہر ایک قوم توحید سے دور اور مہجور ہو گئی مگر اسلام میں چشمۂ توحید جاری رہا۔ یہ تمام برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:4)۔ یعنی کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دے گا جو یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ پس پہلے نبیوں کی اُمّت میں جو اس درجہ کی صلاح و تقویٰ پیدا نہ ہوئی اُس کی یہی وجہ تھی کہ اس درجہ کی توجہ اور دلسوزی اُمّت کے لئے اُن نبیوں میں نہیں تھی۔ افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرّم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی۔ وہ ختم نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے، نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کے لئے کوئی قوت نہ تھی۔ اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے‘‘۔ (یعنی کہ مسلمان یہ سمجھتے ہیں، یعنی اپنے عمل سے یہ ظاہر کرتے ہیں) ’’حالانکہ اللہ تعالیٰ اس اُمّت کو یہ دعا سکھلاتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحة:6)۔ پس اگر یہ اُمّت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے ان کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی؟‘‘۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 101 تا 104۔ حاشیہ)

یہ حوالہ بھی حقیقۃ الوحی کا ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اقتداری معجزات کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں‘‘۔ (اور ایسا مقام پہنچ جاتا ہے جو ایسے معجزات بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ بظاہر ممکن نہیں بلکہ بشری طاقتوں سے بہت بڑھے ہوئے ہوتے ہیں اور انسانی طاقتوں سے باہر ہوتے ہیں) فرمایا کہ ’’جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفّار پر چلائی۔ اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی۔ مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو‘‘۔ (بیشک قانونِ قدرت کے تحت اُس مٹھی کے پیچھے ایک آندھی آئی لیکن وہ مٹھی ہی تھی جس نے وہ آندھی کا سبب پیدا کر دیا) فرمایا ’’اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔ اسی معجزہ کی طرف اللہ جل شانہٗ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے کہ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:18) یعنی جب تُو نے اس مٹھی کو پھینکا وہ تُو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا۔ (کیونکہ اُس مٹھی کے پیچھے خدا تعالیٰ کی طاقت کارفرما تھی) ’’یعنی در پردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔ انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا‘‘۔

پھر فرمایا: ’’اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شق القمر ہے‘‘ (یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا جو واقعہ آتا ہے) ’’اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا کہ کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آ گیا تھا۔ اور اس قسم کے اَور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی۔ کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا‘‘۔ (یہ معجزات دکھائے) ’’اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزار ہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا‘‘۔ (یعنی پیٹ بھر دیا) ’’اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا۔ اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں‘‘ (یعنی نمکین پانی والے کنوئیں میں) ’’اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا۔ اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا۔ اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کی کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے‘‘ (آنکھیں باہر آ گئی تھیں، ڈیلا) ’’اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا‘‘۔ (واپس رکھ دیا اور آنکھ اُسی طرح سالم ہو گئی) ’’ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی‘‘۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 65-66)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ کی آسمانی زندگی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں ناں کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ کی آسمانی زندگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ فرمایا کہ: ’’باتفاق جمیع کتب الٰہیہ ثابت ہے کہ انبیاء و اولیاء مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جایا کرتے ہیں۔ یعنی ایک قسم کی زندگی اُنہیں عطا کی جاتی ہے جو دوسروں کو نہیں عطا کی جاتی۔ اسی طرف وہ حدیث اشارہ کرتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ مجھے قبر میں میّت رہنے نہیں دے گا اور زندہ کر کے اپنی طرف اُٹھا لے گا‘‘۔ (ازالۂ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 225)

یہ ازالہ اوہام کا حوالہ تھا جو مَیں نے پڑھا تھا۔ اسی کی تشریح آگے فرما رہے ہیں۔ اس بات کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’یعنی مَیں اس مدت کے اندر اندر زندہ ہو کر آسمان کی طرف اُٹھایا جاؤں گا‘‘۔ (اب یہ آپؐ فرما رہے ہیں لیکن کوئی مسلمان نہیں کہتا کہ آپ جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہیں)۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’اب دیکھنا چاہئے کہ ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں زندہ ہو جانے اور پھر آسمان کی طرف اٹھائے جانے کی نسبت مسیح کے اُٹھائے جانے میں کونسی زیادتی ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم کی حیات حضرت موسیٰ کی حیات سے بھی درجہ میں کمتر ہے۔ اور اعتقاد صحیح جس پر اتفاق سلف صالح کا ہے اور نیز معراج کی حدیث بھی اس کی شاہد ناطق ہے، یہی ہے کہ انبیاء بحیات جسمی مشابہ بحیات جسمی دنیاوی زندہ ہیں‘‘۔ (یعنی اس کی اس طرح، اس لحاظ سے مشابہت ہے لیکن عملاً اس طرح نہیں ہوتا)۔ پھر فرمایا ’’اور شہداء کی نسبت اُن کی زندگی اکمل و اقویٰ ہے‘‘۔ (اب شہداء کے بارے میں فرماتے ہیں اُن کو مردہ نہ کہو، وہ زندہ ہیں۔ لیکن انبیاء اُن سے بہت بڑھ کر ہیں) ’’اور سب سے زیادہ اکمل و اقویٰ و اشرف زندگی ہمارے سیّد و مولیٰ فداہٗ نفسی و ابی و امّی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ حضرت مسیح تو صرف دوسرے آسمان میں اپنے خالہ زاد بھائی اور نیز اپنے مرشد حضرت یحییٰ کے ساتھ مقیم ہیں لیکن ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ مرتبۂ آسمان میں جس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ نہیں تشریف فرما ہیں۔ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى۔ اور اُمّت کے سلام و صلوات برابر آنحضرتؐ کے حضور میں پہنچائے جاتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَكْثَرَ مِمَّا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ اَنْبِيَآئِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ‘‘۔ (ازالۂ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 226 حاشیہ)

یہ بھی ازالہ اوہام کا حوالہ تھا جو مَیں نے ابھی پڑھا ہے۔

پھر اس بات کا ذکر فرماتے ہوئے کہ ہم نے خدا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’اُس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرّہ ذرّہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرّہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اُس کے علم سے باہر ہے اور نہ اُس کے تصرف سے، نہ اُس کے خَلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے

ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اُس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے اور بے شمار قدرتوں والا اور بے شمار حسن والا احسان والا۔ اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں''۔ (نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 363)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جو کچھ بھی ملا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا ہے۔ تم لوگ کہتے ہو کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو گراتا ہوں۔ مجھے تو آپؐ کے ذریعہ سے ہی ملا ہے جو کچھ ملا ہے۔ یہ منن الرحمن کی عربی عبارت ہے، ترجمہ پڑھتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ:

''یہ میری کامیابی میرے ربّ کی طرف سے ہے۔ پس میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور نبی عربی پر درود بھیجتا ہوں۔ اسی سے تمام برکتیں نازل ہوئیں اور اسی سے سب تانا بانا ہے۔ اسی نے میرے لئے اصل اور فرع کو میسر کیا اور اس نے میرے بیج اور کھیت کو اُگایا۔ اور وہ بہتر ہے سب اگانے والوں سے۔''

(منن الرحمٰن۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 186-187)

مجھے جو کچھ ملا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا، اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے پھر فرماتے ہیں کہ:

''مَیں اُسی کی (یعنی اللہ تعالیٰ کی) قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اُس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحاق سے اور اسماعیل سے اور یعقوب سے اور یوسف سے اور موسیٰ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی، ایسا ہی اُس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا''۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے کلام کرنا اور اللہ تعالیٰ کا آپ سے بولنا، یہ مقام کبھی نہ ملتا۔ ''کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو''۔ (تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 411-412)

پھر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

''الٰہی تیرا ہزار ہزار شکر کہ تُو نے ہم کو اپنی پہچان کا آپ راہ بتایا۔ اور اپنی پاک کتابوں کو نازل کر کے فکر اور عقل کی غلطیوں اور خطاؤں سے بچایا اور درود اور سلام حضرت سید الرسل محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی آل واصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا۔ وہ مربّی اور نفع رساں کہ جو بھولی ہوئی خلقت کو پھر راہ راست پر لایا۔ وہ محسن اور صاحب احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلا سے چھوڑایا۔ وہ نور اور نور افشان کہ جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا۔ وہ حکیم اور معالج زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دلوں کا راستی پر قدم جمایا۔ وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مُردوں کو زندگی کا پانی پلایا۔ وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے اُمّت کے لئے غم کھایا اور درد اٹھایا۔ وہ شجاع اور پہلوان جو ہم کو موت کے منہ سے نکال کر لایا۔ وہ حلیم اور بے نفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک میں ملایا۔ وہ کامل موحد اور بحر عرفان کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا۔ وہ معجزہ قدرت رحمٰن کہ جو اُمّی ہو کر سب پر علوم حقّانی میں غالب آیا اور ہر یک قوم کی غلطیوں اور خطاؤں کو ملزم ٹھہرایا''۔ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 17)

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ایک مومن مسلمان کے لئے لازمی امر ہے جس کے بغیر وہ محبت کے معیار پورے نہیں ہوتے اور نہ ہو سکتے ہیں جو ایک مومن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہئے۔ نہ ہی کوئی دعا قبولیت کا درجہ حاصل کرتی ہے یا کر سکتی ہے جس میں درود شامل نہ ہو۔ لیکن یہ بھی ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے درود کی بھی اصل غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری محبت ہونی چاہئے اور اس کو ہر چیز پر حاوی ہونا چاہئے۔

درود شریف کی اس غرض کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''جیسا کہ مَیں نے (پہلے زبانی سمجھا رہے تھے، مجلس میں ذکر ہو رہا ہے۔) زبانی بھی سمجھایا تھا (کہ درود شریف) اس غرض سے پڑھنا چاہئے کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کرے اور اُس کو تمام عالم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بناوے اور اُس کی بزرگی اور اس کی شان و شوکت اس عالم اور اُس عالم میں ظاہر کرے۔ یہ دعا حضورِ تام سے ہونی چاہئے جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضورِ تام سے دعا کرتا ہے''۔ (ایک دلی گہرائی کے ساتھ اس پوری طرح یہ درود شریف کی دعا ہونی چاہئے جیسے تم اپنے لئے دعا کرتے ہو۔) فرمایا ''بلکہ اُس سے بھی زیادہ تضرع اور التجا کی جائے اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہئے'' (بلکہ اپنے لئے انسان جو دعائیں کرتا ہے اُس سے بھی زیادہ بڑھ کر تضرع اور التجا ہو ان دعاؤں میں اور اس میں اپنا کچھ حصہ نہ ہو۔) فرمایا کہ ''اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہئے کہ اس سے (یعنی درود شریف پڑھنے سے) مجھ کو یہ ثواب ہوگا یا یہ درجہ ملے گا بلکہ خالص یہی مقصود چاہئے کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسولِ مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوں اور اُس کا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے اور اسی مطلب پر انعقاد ہمت چاہئے۔ اور دن رات دوام توجہ چاہئے یہاں تک کہ کوئی مراد اپنے دل میں اس سے زیادہ نہ ہو''۔ (مکتوبات احمد۔ جلد اول۔ صفحہ 523)

یہ ہے عشقِ رسول۔

پھر آپ اپنے ایک مکتوب میں جو میر عباس علی شاہ صاحب کو لکھا تھا، جو بعد میں بہرحال پھر گئے تھے۔ فرماتے ہیں:

''آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کوئی اپنے پیارے کیلئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے نبی کریم کے لئے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرّع سے چاہیں اور اُس تضرّع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں۔ .... اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں''۔ (مکتوبات احمد۔ جلد اول صفحہ 534-535)

پھر ایک مجلس میں آپؑ نے فرمایا:

''درود شریف کے طفیل ..... مَیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہا نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تا کہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو''۔ (الحکم۔ جلد 7 نمبر 8 مورخہ 28 فروری 1903ء صفحہ 7)

پھر اپنے ایک خط میں تعداد کے بارے میں کہ کتنی تعداد میں پڑھا جائے یا تعداد ہونی چاہئے کہ نہیں، فرماتے ہیں بعض دفعہ تعداد بتائی بھی ہے لیکن اس میں بتایا کہ:

''درود شریف وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلا ہے۔ اور وہ یہ ہے''۔ (ایک تو یہ کہ درود شریف کونسا بہتر ہے اور پھر کتنا پڑھا جائے۔ فرمایا وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ......''۔

فرمایا: ''سب اقسام درود شریف سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے۔ یہی اس عاجز کا وِرد ہے اور کسی تعداد کی پابندی ضرور نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہئے اور اُس وقت تک ضرور پڑھتے رہیں کہ جب تک ایک حالت رقت اور بیخودی اور تاثر کی پیدا ہو جائے اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جائے''۔ (مکتوبات احمد۔ جلد اول صفحہ 526)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے حکم میں کیا حکمت ہے آپ فرماتے ہیں کہ:

''اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے''۔ (بڑا گہرا راز ہے) ''جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اُس شخص کے وجود کی ایک جز ہو جاتا ہے'' (یعنی جب کسی سے ذاتی محبت ہو اور ذاتی محبت کی وجہ سے رحمت اور برکت چاہے تو اُس کا ایک حصہ بن جاتا ہے) ''اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرتِ احدیّت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے۔ مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے''۔

(مکتوبات احمد۔ جلد اول صفحہ 534-535)

یہ تو درود شریف پڑھنے کے طریقے ہیں۔ اب مَیں تھوڑے سے عربی کے بعض وہ اشعار پڑھتا ہوں

جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحریر فرمائے۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور مقام اور قوتِ قدسی اور آپ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت اور اُس محبت کے باوجود قوم کا آپ سے جو سلوک ہے، اُس کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ جتنے بیان مَیں نے پڑھے ہیں، ان سے سوائے محبت کے اور کچھ بھی نہیں ٹپکتا۔ لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کی اکثریت آپ کے خلاف ہے۔ ان شعروں میں آپ نے کچھ یوں ذکر فرمایا۔ فرماتے ہیں:۔

لَا شَکَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَیْرُالْوَرٰی   رَیْقُ الْکِرَامِ وَ نُخْبَۃُ الْاَعْیَانِ

کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں سب سے بہترین ہیں اور معززین میں سے برگزیدہ اور سرداروں میں سے منتخب وجود ہیں۔ فرمایا:

وَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا کَرِدَافَۃٍ   وَ بِہِ الْوُصُوْلُ بِسُدَّۃِ السُّلْطَانِ

کہ بخدا بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم (خدا کے) نائب کے طور پر ہیں اور آپ ہی کے وسیلے سے دربارِ شاہی میں رسائی ہوسکتی ہے۔ فرمایا:

اِنِّیْ لَقَدْ اُحْیِیْتُ مِنْ اِحْیَآئِہٖ   وَاھًا لِاِعْجَازٍ فَمَا اَحْیَانِیْ

کہ بیشک میں آپ کے زندہ کرنے سے ہی زندہ ہوا ہوں، سبحان اللہ! کیا اعجاز ہے اور مجھے کیا خوب زندہ کیا ہے۔ فرمایا

یَا سَیِّدِیْ قَدْ جِئْتُ بَابَکَ لَاھِفًا   وَالْقَوْمُ بِالْاِکْفَارِ قَدْ آذَانِیْ

کہ اے میرے آقا! مَیں آپ کے دروازے پر مظلوم و فریادی بن کر آیا ہوں۔ جبکہ قوم نے مجھے کافر کہہ کر دکھ دیا ہے۔

اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَۃٍ وَّتَحَنُّنٍ   یَا سَیِّدِیْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانِ

تُو مجھ پر رحمت اور شفقت کی نظر کر۔ میرے آقا میں ایک حقیر ترین غلام ہوں

جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا   یَالَیْتَ کَانَتْ قُوَّۃُ الطَّیَرَانِ

میرا جسم تو شوقِ غالب سے تیری طرف سے اُڑتا ہے، اے کاش مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد5 صفحہ 590 تا594)

تو یہ چند نمونے مَیں نے آپ کے عشق و محبت کے پیش کئے اور بیچ میں قوم کے دکھ کا بھی ذکر آ گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی رنگ میں اس مقام اور اس شان کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں پھر اُمّتِ محمدیہ کے لئے دعا کی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ بیشک یہ ہمیں جو مرضی کہتے رہیں، سمجھتے رہیں، اکثریت ان میں سے لاعلمی کی وجہ سے اور علماء کے خوف کی وجہ سے ہماری اس جماعت کی مخالفت کرتی ہے۔ لیکن کیونکہ یہ اپنے آپ کو ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں اس لئے اس وقت ان کی حالتِ زار کے بارے میں ہمیں دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس حالت سے نکالے۔ اکثر مسلمان ممالک جو ہیں مشکلات کا شکار ہیں۔ اندرونی فسادوں اور جھگڑوں نے اُنہیں تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور یہ اس سے باہر آئیں۔ ان کے سیاستدانوں اور لیڈروں میں بھی خوفِ خدا اور انصاف نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ان میں وہ پیدا کرے۔ اور ان کے عوام جو ہیں وہ بھی غلط لیڈروں کے پیچھے چل کر اپنے ملک سے محبت کا جو اظہار ہے اُس کا غلط رنگ میں اظہار کر کے اُس محبت کو ضائع کر رہے ہیں، بلکہ ملک کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی انصاف سے وطن سے محبت کا اظہار کرنے کی توفیق عطا فرمائے ورنہ بہت خوفناک حالات پیدا ہونے والے ہیں جو بظاہر نظر آ رہے ہیں۔ اگر یہی حالات رہے تو یہ جو تھوڑی بہت آزادی ان لوگوں کی ہے، یہ کہیں مکمل طور پر بعض ملکوں میں محکومیت میں نہ بدل جائے۔ اس لئے بہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اسلام کے نام پر جو غلط تنظیمیں قائم ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بدنام کرنے والی ہیں، اسلام کو بدنام کرنے والی ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے بھی جلد اُمّت کو چھٹکارا دلوائے، دنیا کو چھٹکارا دلوائے۔ اب تو یہ دنیا کے لئے بھی خطرہ بن چکی ہوئی ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ اسلام کے خوبصورت چہرے کو داغدار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہماری جماعت کی جو کوششیں ہیں وہ تو اس لئے ہیں کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ظاہر کی جائے۔ جب یہ کوششیں ہماری طرف سے ہو رہی ہوتی ہیں تو سامنے ان کی مکروہ کوششیں کھڑی ہو جاتی ہیں جو پھر دوسرے جو اسلام کے مخالف ہیں وہ پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے بھی ہماری جلد جان چھڑائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عشقِ رسول میں بڑھائے اور اپنے فرائض اور حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ابھی جمعہ کے بعد نمازوں کے بعد مَیں دو جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ایک تو حاضر جنازہ ہے (یہاں حضور نے جنازہ کے بارہ میں استفسار فرمایا کہ آ گیا ہوا ہے نا؟) جو مکرم احسان اللہ صاحب کراچی کا تھا جو آجکل تو یوکے میں ہی تھے۔ 19/جنوری کو 57 سال کی عمر میں یہ کینسر کے عارضہ کی وجہ سے وفات پا گئے۔ اِنَّـا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت احمد دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے بھی تھے۔ نمازوں کے پابند، خدمت گزار، بڑے شفیق، ہمدرد، صابر و شاکر، دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے، بڑے خوش اخلاق تھے۔ نیک اور مخلص انسان تھے۔ والدین کی بے انتہا خدمت کرنے والے تھے۔ بیوی بچوں سے ہمیشہ پیار کا سلوک کیا اور سختی نہیں کی اور اگر کبھی ہوگئی تو فوراً احساس ہوا اور پھر اُس کا مداوا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت فرمائے اور ان بچوں کو بھی جو پاکستان میں ہی ہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ ان کا خود کفیل ہو۔ یہ گزشتہ دس بارہ سال سے یہاں یوکے میں مقیم تھے۔ اور اسائلم کے لئے آئے تھے اور تین چار سال پہلے ہی ان کا کیس پاس ہوا تھا اور یہاں جماعتی شعبہ جائیداد میں مساجد کے تحت ان کو خدمت کی توفیق بھی مل رہی تھی۔ ان کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ کے علاوہ چھ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا، اللہ تعالیٰ سب کا کفیل ہو۔

دوسرا جنازہ غائب ہے جو علاء نجمی صاحب کا ہے جو مکرم عکرمہ نجمی صاحب کے بڑے بھائی تھے۔ ان کو دس سال پہلے جگر کا کینسر ہوا تھا جس کے بعد ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ چند ماہ کے مہمان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے دس سال تک یہ زندہ رہے۔ 9 دسمبر 2012ء کو اپنی وفات والے دن گھر میں اکیلے تھے۔ ان کی بڑی بیٹی سکول سے واپس آئی تو اُسے کہا کہ مجھے کچھ دیر کے لئے اکیلا چھوڑ دو کیونکہ مَیں نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ کچھ دیر کے بعد جب ان کی بیٹی کمرے میں گئی تو دیکھا کہ نماز ادا کر کے بستر پر لیٹنے کے بعد وہ خدا کے حضور حاضر ہو چکے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم بھی نہایت نیک اور مخلص تھے۔ فلسطین کے رہنے والے تھے۔ خلافت کے فدائی اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے۔ مختلف عرب احباب کے ساتھ مل کر انہوں نے عربی پروگرام ''الحوار المباشر'' کو ضبطِ تحریر میں لانے کا کام مکمل کیا۔ اسی طرح عربک ڈیسک کی طرف سے خطباتِ جمعہ اور مختلف کتب کے تراجم کی پروف ریڈنگ وغیرہ کا کام بھی کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے اور ان کے لواحقین میں والدین بھی ہیں اور بیوی اور دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ اکلوتا بیٹا میری خلافت کے انتخاب والے دن، جب خلافتِ خامسہ کا انتخاب ہوا ہے تو اس دن پیدا ہوا تھا۔ اس لئے انہوں نے اس کا نام بھی مسرور رکھا تھا۔

ہانی طاہر صاحب ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مرحوم اور مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب مرحوم محبت، طہارت، سعادت مندی، بیماری پر صبر اور شکوہ شکایت نہ کرنے میں اور انکساری میں ایک جیسے تھے۔ معجزہ یہ ہے کہ دونوں کی بیماری ایسی تھی جس میں انسان زیادہ زندہ نہیں رہتا اور کوئی کام نہیں کر سکتا لیکن ان دونوں نے لمبا عرصہ بیماری کا مقابلہ کیا اور بہت کام کیا۔ اور یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ مرحوم علاء صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور میرے خطبات جمعہ جو تھے، اُن کے ترجمہ کی پروف ریڈنگ اور چیکنگ کا کام کرتے تھے اور شدید بیماری اور کمزوری کے باوجود بڑی مستعدی سے یہ کام کرتے تھے۔ ان کی طرف سے جو آخری خط موصول ہوا، وہ جامعہ احمدیہ یوکے میں میرا طلباء جامعہ کو جو خطاب تھا اُس کے ترجمہ کی چیکنگ کے متعلق تھا۔ اور وہ بڑا اس پر شکر ادا کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے رہا ہے۔

طاہر ندیم صاحب لکھتے ہیں کہ علاء نجمی صاحب کی ایک خاص صفت یہ تھی کہ انہیں نیکی کرنے کی بہت جلدی تھی۔ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ زندگی کے دن تھوڑے ہیں، اس لئے باقی دنوں کو وہ زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ سے بھر دینا چاہتے تھے۔ ہر خطبہ کا ترجمہ انہیں بھجوایا جاتا تھا لیکن اگر کسی وجہ سے ان کو خطبہ نہ پہنچتا تو ان کی طرف سے شکوہ کا ای میل آ جاتا کہ اس دفعہ آپ نے مجھے خطبہ کیوں نہیں بھیجا؟ باوجود بینائی پر بیماری کا اثر ہونے کے وہ یہ کام تندہی سے انجام دیتے رہے۔ کئی دفعہ عربک ڈیسک کو ای میل کر کے کہتے کہ میری طبیعت بہت خراب ہے اس لئے اگر کوئی جماعتی کام ہے تو ارسال کریں۔ یعنی طبیعت کی خرابی کو ٹھیک کرنے کے لئے جماعتی کام بھی ایک دوائی ہے۔ اور بعض دفعہ یہ بھی ذکر کرتے کہ بیماری کا مَیں صرف دعا کے لئے لکھتا ہوں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اب مجھے کام بھیجنا بند کر دیں۔

مومن طاہر صاحب کہتے ہیں کہ مرحوم کے ساتھ خاکسار کا گہرے پیار کا تعلق تھا۔ رضا بالقضاء، بے انتہا توکل، خلافت سے شدید محبت اور وفا۔ نظام جماعت کی اطاعت، عربک ڈیسک کی علمی کاموں میں انتھک مدد اور مہمان نوازی ان کے نمایاں اوصاف تھے۔ انہوں نے اپنے بچوں کو جماعت اور خلافت سے شدید پیار سکھایا۔ انہیں اردو سکھانے کی کوشش کی۔ ان کی بڑی بیٹی نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اردو نظمیں یاد کی ہوئی ہیں۔ ہر جلسہ پر آنے کی کوشش کرتے اور باوجود کینسر جیسی موذی بیماری کے دوسرے مہمانوں کے ساتھ زمین پر سوتے۔ وہ خلافت کے ایسے مددگاروں میں سے تھے جو نہایت خاموشی اور عاجزی سے اور زندگی کی آخری رمق تک انتھک کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ بیماری کے دوران جب بچوں کا ذکر ہوتا تو ہمیشہ یہی کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ میرے بچوں کو ضائع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بچوں کے بارے میں اُن کی جو نیک تمنائیں اور دعائیں ہیں وہ قبول فرمائے اور خود اُن کا کفیل ہو۔ اللہ تعالیٰ عرب دنیا میں ان جیسے اور ان سے بڑھ کر خلافت کے مددگار، سلطانِ نصیر عطا فرمائے۔

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

ساتھ تھا۔ مجھے بچوں کی کیا فکر ہے۔ ادھر تو سارے ہی ہمارے اپنے ہیں جو مسجد میں موجود ہیں۔ اگر میرے بچے شہید ہو گئے تو خدا کے حضور مقرب ہوں گے اور اگر بچ گئے تو غازی ہوں گے۔ یہ سن کر وہ عورتیں حیران رہ گئیں اور الٹے پاؤں واپس چلی گئیں کہ یہ عجیب عورت ہے کیسی کیسی باتیں کر رہی ہے‘‘۔ (خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 263 خطبہ جمعہ 4 جون 2010ء)

پھر شہدائے لاہور کے تعلق میں یہ بھی مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ایک احمدی طالب علم جو تھوڑا عرصہ ہوا یہاں یوکے میں تعلیم کے لئے آیا تھا۔ وہ مجھے ملنے آیا اور مجھے بتایا کہ مَیں آپ سے اپنی ماں کی ہمت کی ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ اُس طالبعلم لڑکے کو مسجد میں دو گولیاں لگی تھیں۔ فائر جو ہو رہے تھے تو دو گولیاں اُس کو بھی لگی تھیں۔ کہتے ہیں مَیں جو زخمی ہوا ہوں تو ماں کو فون کر کے بتایا کہ اس طرح گولیاں لگی ہیں اور خون بہ رہا ہے تو ماں نے جواب دیا کہ بیٹا مَیں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ خبریں آ رہی ہیں کہ لوگ شہید ہوئے ہیں۔ اگر شہادت مقدر ہے تو جرأت سے جان اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنا، کسی قسم کی بزدلی نہ دکھانا۔ بہرحال اس بچے کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ آپریشن سے گولی نکال دی گئی۔ تو یہ ہے ماں کا کردار۔ جب مائیں اپنے بچوں کو ایسی تربیت دے رہی ہوں، شہادت کے لئے تیار کر رہی ہوں، شہداء کے لواحقین افسوس پر آنے والوں کو تسلی دلا رہے ہوں تو پھر دشمن چاہے جتنا مرضی زور لگا لے ایسی قومیں کبھی ختم نہیں ہوا کرتیں کیونکہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور سزا کی وجہ سے نہیں ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ آزمائش اور امتحان لے رہا ہوتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 673-672 خطبہ جمعہ 31 دسمبر 2010ء)

اللہ تعالیٰ سے ہمیں یہ دعا بہرحال کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے سخت امتحان سے بچائے اور اپنی نصرت کے ایسے نظارے دکھائے کہ دشمن خائب و خاسر ہو جائے۔

امیر صاحب گیمبیا لکھتے ہیں کہ نارتھ بین کے گاؤں ایساؤ کی سسٹر آجا ٹیڈا کنڈے ایک معمر خاتون ہیں۔ انہوں نے کافی بڑی عمر میں بیعت کی۔ غیر احمدی خاوند اور اولاد کی خوشی نصیب نہ ہونے کے باوجود (ان کا خاوند غیر احمدی تھا اور اولاد بھی نہیں ہوئی تھی) لیکن جب احمدیت قبول کی ہے تو وہ بڑی استقامت سے اپنے دین پر قائم رہیں۔ بلڈ پریشر اور شوگر کی مریضہ ہیں لیکن اس کے باوجود فارمنگ اور باغبانی کا کام کرتی ہیں اور اپنا چندہ باقاعدگی سے ادا کرتی ہیں۔ خاوند اور دیگر خاندان کی ہر بات بڑے صبر سے برداشت کرتی ہیں۔ اُن کی سختیوں کے باوجود ہمیشہ ان کے چہرہ پر مسکراہٹ رہتی ہے۔ جب بھی اپنے فارم اور باغ سے آمد ہوتی ہے تو جماعت سے رابطہ کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اس پر جتنی زکوٰۃ لاگو ہوتی ہے وہ پہلے وصول کریں۔ پھر جو باقی چندے ہیں وہ وصول کریں۔ مالی قربانی کا جذبہ اُن لوگوں میں بھی ہے جو ابھی نئے نئے احمدی ہو رہے ہیں۔

آئیوری کوسٹ جماعت کی ایک خاتون اموریہ کارو صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ 2008ء میں جب مَیں نے دیکھا کہ ہمارے گاؤں سے کثیر تعداد میں لوگ خلیفۂ وقت کو ملنے گھانا جا رہے ہیں۔ (جب مَیں 2008ء میں گھانا کے دورے پر گیا ہوں) تو مَیں نے کہا کہ مَیں بھی جاؤں گی مگر دل میں خیال آیا کہ میرا کاروبار تو پہلے ہی نہ ہونے کے برابر ہے اور پھر سفر خرچ اور دس دن کا کام بھی نہ کر سکوں گی۔ بہرحال خدا تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے مَیں نے پختہ ارادہ کر لیا اور گھانا چلی گئی۔ وہ کہتی ہیں کہ گھانا جا کر خلیفۂ وقت کو دیکھا اور خطاب سنے۔ گو کہ مجھے اپنی زبان نہ ہونے کی وجہ سے اصل تقریر سمجھ تو نہ آئی۔ باوجود اس کے کہ انگلش میں تھی اور وہاں کی زبان میں ترجمہ بھی ہو رہا تھا۔ لیکن ان کی مقامی زبان کیونکہ اور تھی۔ کہتی ہیں سمجھ نہیں آئی مگر دل مطمئن ہو گیا کہ میرا سفر ضائع نہیں ہوا بلکہ میرے لئے برکتوں والا سفر ہے۔ تو ایسے بھی لوگ ہیں جن کو زبان سمجھ آئے نہ آئے، خاموشی سے بیٹھتے ہیں اور باتیں سنتے ہیں۔ لیکن یہاں بعض دفعہ لجنہ کی شکایت آ جاتی ہے کہ آواز آ بھی رہی ہوتی ہے، زبان بھی سمجھ آ رہی ہوتی ہے، اُس کے باوجود بچوں کے بہانے خود باتیں کرنے میں زیادہ مصروف ہوتی ہیں۔ پس ان نئے آنے والوں سے بھی سبق سیکھنا چاہئے۔ آگے اُن کے ایمان کی مزید پختگی دیکھیں۔ خیر کہتی ہیں کہ جس دن سے مَیں گھانا سے واپس آئی ہوں۔ آج 2012ء تک میرا کاروبار پہلے سے ہر روز بڑھتا جا رہا ہے۔ 2008ء کی نسبت سات آٹھ گنا زیادہ کاروبار اور منافع ہو رہا ہے۔ میرا دل مطمئن ہے اور میرا ایمان پختہ ہے کہ وہاں جا کر جلسہ سن کر خلیفۂ وقت سے مل کر مَیں نے کچھ ضائع نہیں کیا بلکہ دنیا بھی حاصل کی اور اب میں کوشش کرتی ہوں کہ جو بھی خلیفہ وقت کی طرف سے ارشادات آتے ہیں اُن پر عمل کرنے کی کوشش کروں۔

فضل رحیم صاحب سرکل انچارج شعلہ پور مہاراشٹر انڈیا لکھتے ہیں کہ شعلہ پور میں جماعت کا قیام آج سے سترہ سال پہلے ہوا تھا۔ جماعت کو منظّم بنانے میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں نے بھی بیشمار قربانیاں کی ہیں۔ محمد اسماعیل شیخ صاحب جو اس وقت صدر جماعت شعلہ پور ہیں اُن کی اہلیہ شمیم بیگم صاحبہ شعلہ پور کے نثار احمد کی بیٹی ہیں جو کہ پہلے خود بھی احمدی تھے لیکن بیٹی کے نکاح کے بعد نثار احمد مخالفین سے ڈر کر احمدیت سے منحرف ہو گئے اور جماعت کی مخالفت شروع کر دی اور اپنی بیٹی کو بھی منحرف ہونے پر مجبور کیا۔ اپنی بیٹی پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنا شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ بیٹی کو دیا ہوا زیور تک واپس لے لیا۔ شمیم بیگم صاحبہ اس سب کے باوجود ثابت قدم رہیں اور اپنے والد صاحب کو بھی سمجھانے کی کوشش کرتی رہیں۔ لیکن اُن کے والد صاحب اور دیگر رشتہ داروں کا ظلم اُن پر بڑھتا چلا گیا جس کی وجہ سے اُنہیں اپنی جائیداد سے بھی محروم ہونا پڑا۔ انہوں نے اپنے رشتے داروں سے اور والد صاحب سے کہا کہ مجھے احمدیت کی نعمت کے مقابلے پر کچھ نہیں چاہئے۔ ساری جائیداد بھی جاتی ہے تو چلی جائے مگر میں احمدیت کو نہیں چھوڑ سکتی۔ اور پھر اپنے شوہر سے کہا کہ ہم کچھ دنوں کے لئے قادیان چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ موصوفہ اپنے شوہر اور ایک دودھ پیتے بچے کو لے کر قادیان آ گئیں۔ جاتے وقت اُنہیں جگہ جگہ جان سے مارنے کی دھمکی دی گئی لیکن موصوفہ نے اپنے مخالف ماں باپ سے کہا کہ مَیں سچائی پر ہوں۔ اگر آپ لوگوں کو نجات چاہئے تو آپ لوگ بھی اس راستے کو قبول کریں۔ امام مہدی کے قدموں پر آ کر جھک جائیں اور روتے ہوئے یہ کہہ کر اپنا فون انہوں نے بند کر دیا۔ اس کے بعد موصوفہ کئی مہینے قادیان میں رہی ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے واپس اپنے علاقے میں چلی گئی ہیں اور بڑے اچھے حال میں اپنی زندگی کے دن گزار رہی ہیں۔

انڈیا سے ہی ایک اور واقعہ ہے۔ حافظ ریحان احمد صاحب جنہوں نے فیملی کے ساتھ 2000ء میں بیعت کی تھی۔ اپنی والدہ رئیسہ خاتون صاحبہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کے احمدی ہونے کے بعد ہمارے گاؤں چھتبنہ ضلع سہارنپور یوپی میں بڑی شدید مخالفت ہوئی۔ تمام گھر والے اور رشتے دار مخالف ہو گئے، لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے والدین اور بھائیوں کو بھی احمدی ہونے کی توفیق عطا فرما دی۔ میرے والدین کے احمدی ہونے کے بعد گاؤں میں ہمارے پڑوسیوں اور دیگر رشتہ داروں نے شدید مخالفت اور گالی گلوچ کا سلسلہ شروع کر دیا لیکن میری والدہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑی جرأت کے ساتھ اس مخالفت کا مقابلہ کیا۔ دارالعلوم دیوبند سے مُلّاؤں نے آ کر کئی دن تک ہم لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی اور پھر بالآخر طرح طرح کی دھمکیاں دیں لیکن میری والدہ کے حوصلہ دینے اور سینہ سپر ہونے کی وجہ سے یہ مُلّاں ناکام اور نامراد ہو کر واپس لوٹے اور پورے گاؤں میں اکیلا ایک خاندان احمدیت پر قائم رہا۔

پھر لکھنؤ کے ایک زونل امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک خاتون جن کا بقریدہ خاتون نام ہے یا کیا؟ بہرحال سیتا پور یوپی کی تھیں جو کہ بیوہ ہیں۔ 1996ء میں اپنے بچوں سمیت احمدیت قبول کی۔ اس پر سارا گاؤں اُن کا مخالف ہو گیا۔ ایک بیٹا اُس وقت غیر احمدی مدرسے میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ مخالفین نے موصوفہ کو دھمکی دی کہ اگر احمدیت سے توبہ نہ کی تو تمہارے بیٹے کو مدرسے سے نکال دیا جائے گا۔ کئی روز مولوی گاؤں میں آ کر موصوفہ کو تنگ کرنے لگے مگر یہ خاتون ثابت قدم رہیں۔ آخرکار اُن کے بچے کو غیر احمدیوں نے سکول سے نکال دیا۔ موصوفہ نے اپنے بچے کو قادیان معلم کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ جب مولویوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اس خاتون کو اور زیادہ ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا کہ تم نے اپنے بچے کو قادیان بھیج دیا ہے اور یہ لوگ وہاں پر بچوں کے گردے نکال دیں گے اور اُسے مار دیں گے۔ (یہ بھی مولویوں کے دجل ہیں) مگر اس خاتون نے ان مولویوں کو جواب دیا کہ احمدی چاہے میرے سب بچوں کی جان بھی لے لیں مَیں اس کے لئے تیار ہوں لیکن مَیں نے احمدیت کو قبول کر کے صداقت کو پا لیا ہے۔ اب مَیں اس سے پیچھے نہیں ہٹوں گی۔ باوجود شدید مخالفت کے یہ خاتون ہمیشہ ثابت قدم رہیں۔ اپنے دو بچوں کو قادیان سے معلم کی تعلیم دلوائی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانی میں بھی پیش پیش ہیں۔

پھر لکھنؤ سے ہی ایک رپورٹ ہے۔ رئیسہ خاتون صاحبہ زوجہ یاسین صاحب مرحوم آف محمدی سیتا پور سرکل اپنے شہر میں اکیلی احمدی ہیں۔ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ پورا گاؤں غیر احمدیوں کا ہے۔ خاوند کی وفات کے بعد مخالفین احمدیت نے ان کو ہر طرح سے ڈرایا دھمکایا کہ احمدیت چھوڑ دو ورنہ تمہارا یہاں رہنا محال کر دیا جائے گا۔ تمہاری جوان بیٹیاں ہیں اُن سے کون شادی کرے گا؟ مگر یہ خاتون مخالفین کو ہمیشہ یہی جواب دیتیں کہ میں اپنی بیٹیوں کی شادی احمدیوں میں ہی کروں گی چاہے یہ ساری عمر گھر میں کنواری ہی بیٹھی رہیں مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں مگر احمدیت سے ہٹ کر کبھی کسی سے رشتہ نہیں کروں گی۔ اور صرف ماں نہیں کہہ رہی تھی، بیٹیوں نے بھی یہی کہا۔ موصوفہ کی بیٹیاں بھی احمدیت کی اتنی ہی فدائی ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا اُن کی بیٹیوں کا بھی یہی جواب تھا کہ اگر شادیاں کریں گی تو احمدیوں میں کریں گی۔ نہیں تو نہیں کریں گی۔ جب کسی کام سے گھر سے باہر نکلتی ہیں تو مخالفین بیٹیوں پر طنزیہ انداز میں جملے بھی کستے ہیں کہ دیکھو قادیانی مرزائی جا رہی ہے۔ لیکن بیٹیوں کی اس ہمت اور ثابت قدمی کو دیکھ کر مخالفین بھی گھبرا جاتے ہیں کہ ہمارے باوجود تنگ کرنے کے ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔ ان کی اس ثابت قدمی کی وجہ سے آج تک مخالفین کی ہمت نہیں ہوئی کہ اُن کے گھر کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھیں۔ اب دو بیٹیوں کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں میں شادی بھی ہو گئی ہے۔

انڈونیشیا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک خاتون داہا صاحبہ نے بیعت کی اور احمدیت میں داخل ہو گئیں۔ جس پر اُن کو اپنی والدہ اور دیگر بہن بھائیوں کی طرف سے سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اُن کی والدہ نے کہا کہ اگر تم احمدیت نہیں چھوڑتی تو میری موت پر میرے قریب نہ آنا اور نہ ہی مجھے چھونا۔ پھر اس قدر مخالفت ہوئی کہ اُس احمدی خاتون کو اپنے خاوند کے ساتھ اپنا گاؤں، اپنا گھر، اپنا کاروبار سب کچھ چھوڑنا پڑا لیکن یہ لوگ اور خاص طور پر یہ خاتون ثابت قدم رہیں۔ کہتی ہیں کہ مجھے معلوم ہے کہ اگر مَیں احمدیت چھوڑ دوں اور واپس اپنے گاؤں چلی جاؤں تو مجھے کافی دنیاوی فائدہ ہو گا لیکن چونکہ مَیں احمدیت کی حقیقت کو جان چکی ہوں اس لئے اب احمدیت کو چھوڑنا میرے لئے ناممکن ہے۔ میں نے دنیا پر اپنے دین کو مقدم کر لیا ہے۔

پس یہ ہے اس عہد پر قائم ہونے کی ایک اعلیٰ مثال جو ہزاروں میل دور بیٹھی ہوئی خاتون بھی دکھا رہی ہے۔ اس کا اظہار کر رہی ہے۔

پھر امیر صاحب انڈونیشیا لکھتے ہیں کہ تاسک ملایا میں ’سکا ساری‘ جماعت کا ایک واقعہ ہے۔ ایک احمدی خاتون کے خاوند غیر احمدی ہیں، اُن کی ایک نوعمر لڑکی کا نام عزیزہ یولیانتی (Yulianti) ہے۔ وہ اپنے نانا اور نانی کے پاس رہتی ہے جو کہ احمدی ہیں۔ لڑکی کا والد اچانک بیمار ہو گیا۔ اُس نے اپنی بیٹی کو کہا کہ وہ احمدیت چھوڑ دے اور اُس کے پاس چلی آئے۔ مَیں بیمار ہو گیا ہوں اگر تم نے مجھے ملنا ہے تو احمدیت چھوڑو اور پھر میرے پاس آ جاؤ۔ اُس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کی دھمکیاں بھی دی تھیں۔ خیر اس پر نیشنل صدر صاحب نے اُس لڑکی سے پوچھا کہ وہ کیا چاہتی ہے؟ کیا احمدیت چھوڑ کر اپنے باپ کے پاس جانا چاہتی ہے؟ لڑکی نے سسکیوں بھری آواز میں صدر صاحب کو بتایا کہ گو کہ اُس کا باپ اس وقت سخت بیمار ہے اور میرا دل یہی چاہتا ہے کہ مَیں اُسے جا کر ملوں، اُس کے گلے لگوں اور اُس کو میری ضرورت بھی ہے لیکن مَیں جماعت نہیں چھوڑ سکتی۔ مَیں اپنے باپ کو تو قربان کر سکتی ہوں، اپنے جذبات کو تو قربان کر سکتی ہوں لیکن احمدیت کو قربان نہیں کر سکتی، اپنے دین کو قربان نہیں کر سکتی۔ یہ ہے ایمان کی مضبوطی کی وہ داستانیں جو آجکل دنیائے احمدیت میں ہر جگہ رقم ہو رہی ہیں۔

کینیا سے بشارت احمد ملک صاحب مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ایلڈوریٹ (Eldoret) کی ایک جماعت مکوٹانو (Makutano) کی ایک معمر خاتون کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی فیملی کے ساتھ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ جب مخالفین کو علم ہوا تو انہوں نے کافی مخالفت کی اور بعض نے تو بائیکاٹ کر دیا۔ حال ہی میں سعودی عرب کی طرف سے دی گئی امداد سے مکوٹانو گاؤں میں ایک بڑی مسجد تعمیر کی گئی ہے اور لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے مالی مدد بھی دی جا رہی ہے، پیسے دیئے جا رہے ہیں۔ وہاں ڈالروں کی بوچھاڑ کی جا رہی ہے۔ یہ لوگ اس خاتون کے گھر بھی گئے اور کہا کہ احمدیت نے تمہیں کیا دیا ہے، وہ تو کچھ مدد کرنے کی بجائے تم سے چندہ لیتے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ ہماری مسجد میں آیا کرو تو تمہیں ہمیشہ مدد ملتی رہے گی۔ اس پر اُس غریب عورت نے جواب دیا کہ پیسوں کے لالچ میں مَیں تمہاری مسجد میں نہیں آ سکتی۔ تم لوگ فتنہ پیدا کرتے ہو۔ تمہارے پاس اسلام نہیں ہے۔ حقیقی اسلام احمدیت کے پاس ہے۔ احمدیت نے ہمیں وہ

نور دیا ہے جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ اب ہمارا جینا مرنا احمدیت ہی ہے اور اسی سے وابستہ ہے۔ مَیں تو اُن مولویوں کو کہتی ہوں جو عرب سے آئے ہوئے تھے کہ تم بھی احمدیت کی آغوش میں آجاؤ تو ہر قسم کا امن پاؤ گے۔ اس پر وہ یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلے گئے کہ اس کا دماغ خراب ہوگیا ہے۔ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔

پھر تامل ناڈو انڈیا سے ہی بشارت صاحب وہاں کے امیر ہیں، کہتے ہیں کہ ہماری ایک نئی جماعت کڈلور میں گزشتہ دنوں جب مخالفین کی طرف سے جماعت کے خلاف تحفظ ختم نبوت کے نام پر (یہ نام نہاد تحفظ ختم نبوت ہے۔ اصل تحفظ ختم نبوت تو جماعت احمدیہ کا کام ہے) جلسہ منعقد کیا گیا تو اس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بدزبانی اور گالیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ احمدی احباب نے اس کے جواب میں اگلے ہفتہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرنا چاہا لیکن مخالفین نے اس کو روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ پولیس اسٹیشن جا کر ہمارے خلاف حکومتی کارندوں کو اُکسایا۔ چنانچہ پولیس والوں نے مُلّاؤں کی باتوں میں آکر ہمارا جلسہ روکنے کا ارادہ کرلیا۔ پولیس بھی ان کے ساتھ مل گئی۔ ہمارے ایک مبلغ اجازت کی غرض سے جب پولیس اسٹیشن جانے لگے تو اُس وقت موقع پر حاضر عورتوں میں سے ایک عورت عائشہ بی بی صاحبہ نے کہا کہ میرا جانا بھی وہاں ضروری ہے۔ یہ کہہ کر برقعہ پہن لیا اور وہ خاتون پولیس اسٹیشن پہنچ گئی۔ چونکہ اُس دن مرد لوگوں میں سے بہت کم تھے، اکثر کام پر گئے ہوئے تھے۔ اور اس موقع پر جو موجود تھے وہ ایسے لوگ نہیں تھے جو پولیس کو صحیح طرح اپنا مدعا بیان کرسکیں۔ جب مبلغ صاحب نے حکام سے بات چیت کی تو پولیس نے کہا کہ آپ تو یہاں کے لوکل آدمی نہیں ہیں اور نہ اس کی اجازت لینے کے حقدار ہیں کیونکہ آپ لوکل نہیں ہیں۔ اس لئے ہم آپ کو اجازت نہیں دے سکتے۔ یہاں سے چلے جائیں۔ لہٰذا لوکل افراد کا یہاں آنا ضروری ہے وہ آئیں گے پھر ہم سوچیں گے۔ انہوں نے بہانہ بنایا۔ اس پر عائشہ بی بی صاحبہ نے پُرزور آواز میں، بڑے جوش سے کہا کہ مَیں یہاں کی لوکل ہوں۔ آپ مجھے اجازت دیں۔ ہم کیوں اپنے مذہب کی صداقت کا اظہار نہیں کرسکتے۔ ہم یہاں جلسہ کریں گے اور احمدیت کی برتری ثابت کرنے کے لئے ہر کوشش کریں گے۔ اور یہ ثابت کریں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصل اور حقیقی عشق احمدیوں کو ہے۔ اس پر پولیس حکّام حیرت زدہ ہوگئے اور غیر احمدیوں کی طرف سے جو حالات پیش کئے گئے تھے، وہ اُن کو بتائے لیکن بہرحال اس جرأت مندقدم سے جو احمدی عورت نے اُٹھایا پھر جلسے کی اجازت دیدی۔

پھر بنگال کلکتہ زون کا ہی ایک واقعہ ہے۔ اگست 2012ء، رمضان المبارک کی تیس تاریخ کو جماعت احمدیہ عطاپور میں بعد نماز فجر درس کے دوران غیر احمدیوں نے لاٹھیوں اور دوسری چیزوں وغیرہ سے مسجد پر حملہ کردیا۔ اُس وقت انہوں نے معلم صاحب پر حملہ کیا۔ مگر ہماری احمدی عورتوں نے بڑی ہمت کے ساتھ معلم صاحب کو گھیرے میں لے کر بحفاظت ایک احمدی آدمی کے گھر پہنچا دیا۔ اُس وقت احمدی عورتوں کو معلم صاحب کی حفاظت کرنے کی وجہ سے کافی مار بھی کھانی پڑی لیکن انہوں نے اپنی ڈیوٹی نہیں چھوڑی۔ اُس مرد کی حفاظت ان عورتوں نے کی اور انہوں نے مخالفین کا ڈٹ کر سامنا کیا۔ یہ ہے احمدیوں کی جرأت جو احمدی عورتوں نے دکھائی۔

امیر صاحب بنگلہ دیش لکھتے ہیں کہ اپریل 2005ء کو جب سُندر بن میں، ہماری مسجد پر مُلّاؤں نے قادیانی عبادتگاہ کا بورڈ نصب کردیا اور اس کے لئے بڑا جلوس نکالا تو اس جلوس نے احمدی گھروں پر بھی حملہ کردیا اور لُوٹ مار شروع کردی۔ اُس وقت سارے مرد مسجد کی حفاظت کے لئے گئے ہوئے تھے اور خواتین اور بچے گھروں میں تھے۔ عورتوں نے بڑی بہادری کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ قریباً بارہ عورتیں زخمی ہوئیں جن میں سے پانچ کو شدید زخمی حالت میں ڈھاکہ میڈیکل کالج ہسپتال میں منتقل کرنا پڑا۔ ایک عرصہ تک وہ ہسپتال میں زیرِ علاج رہیں اور پھر واپس آئیں لیکن انہوں نے مردوں کا مقابلہ کیا اور اپنے ایمان کو ضائع نہیں ہونے دیا۔

امیر صاحب گیمبیا تحریر کرتے ہیں کہ اَپر رِیور ریجن (Upper River Region) کی سسٹر فاتو باہا اور ان کے خاوند پر 2001ء میں گاؤں والوں نے حملہ کردیا۔ اس حملے میں گاؤں کا ہیڈ بھی شامل تھا۔ جو چیف تھا۔ اس حملے میں اس کے خاوند کو بری طرح زخمی کردیا گیا۔ اُسے فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا جہاں وہ چند دن داخل رہا۔ یہ حملہ اُس وقت ہوا جب اُن کے گھر بچے کا نام رکھنے کی تقریب ہورہی تھی۔ افریقہ میں رواج ہے بچوں کے نام رکھنے کے لئے وہ تھوڑا سا فنکشن کرتے ہیں۔ حملہ آوروں نے تمام کھانے کے برتن بھی الٹا دیئے۔ جو دعوت ہورہی تھی اس میں مہمان آئے ہوئے تھے۔ گھر والے، خاندان والے اکٹھے تھے۔ کھانا تیار تھا۔ سارا پکا ہوا کھانا انہوں نے الٹا دیا۔ کھانوں میں ریت ڈال دی، مٹی ڈال دی اور اسی پر بس نہیں کی بلکہ حملہ آوروں نے بعد میں احمدیہ مسجد پر بھی حملہ کرکے مسجد کو بھی شہید کردیا۔ جب ان کے رشتے داروں کو معلوم ہوا تو وہ اُن کو بچانے کے لئے آئے اور رشتے داروں نے صرف اتنا کہا کہ ہم یہی کرسکتے ہیں کہ بحفاظت نکال کر تمہیں محفوظ مقام پر پہنچا دیں۔ جب میاں بیوی سے کہا گیا کہ آپ یہ علاقہ چھوڑ دیں۔ تو اس عورت نے کہا کہ ہم آپ کی مدد کی قدر کرتے ہیں۔ آپ کا بڑا شکریہ کہ ہماری مدد کے لئے آئے لیکن ہم احمدی ہیں اور جماعت کی اجازت کے بغیر ہم علاقہ خالی نہیں کریں گے۔ چنانچہ ایریا مشنری سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مخالفت کے باعث کوئی تمام تر علاقہ خالی کرا لیا گیا ہو۔ آپ کو ہر حال میں یہاں رہنا چاہئے۔ یہ بات سن کر اس خاتون نے سب کو واضح طور پر کہہ دیا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے ہم یہ علاقہ نہیں چھوڑیں گے۔ اگر یہ خاتون اس موقع پر ایسی بہادری کا نمونہ نہ دکھاتیں تو یہ علاقہ احمدیت سے خالی ہو جاتا۔ بہرحال بعد ازاں مرکز کی مداخلت پر ریجن کے گورنر کو رپورٹ کی گئی جس نے پولیس کو بھجوا کر حالات کنٹرول کروائے۔ جو مسجد انہوں نے گرائی تھی وہ بھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوبارہ تعمیر ہوچکی ہے۔ باقاعدہ وہاں معلم بھی ہے، جماعت بھی وہاں قائم ہے اور ایم ٹی اے وغیرہ کے ذریعہ سے اس وقت یہ پروگرام بھی وہاں سنا جارہا ہے کیونکہ سولر پینل کے ذریعے سے وہاں بجلی کا بھی انتظام ہوچکا ہے۔

پس یہ چند مثالیں مَیں نے آپ کے سامنے یہ بتانے کے لئے رکھی ہیں کہ ان مثالوں کو ہم نے آئندہ بھی زندہ رکھنا ہے۔ یہ بتانے کے لئے مَیں نے یہ آپ کے سامنے پیش کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا دین کو دنیا پر مقدم رکھے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ کوئی لڑکی اس کمپلیکس میں مبتلا نہ ہو کہ جدید فیشن کا نہیں پتہ یا اُسے دنیاداروں کی طرح بالی وڈ کا نہیں پتہ، ہالی وڈ کا نہیں پتہ۔ یہ مَیں نے اس لئے کہا ہے کہ مجھے ایک لڑکی کا واقعہ پتہ لگا۔ وہ اس بات پر پریشان تھی کہ لڑکیاں سکول میں بالی وڈ کا ذکر کررہی تھیں تو لڑکیوں نے اُسے کہا کہ تمہیں بالی وڈ کا پتہ ہے، تو اُس نے کہا بالی وڈ کیا چیز ہے۔ تو انہوں نے اُس کا مذاق اُڑانا شروع کردیا کہ تمہیں یہ بھی نہیں پتہ تو تم نے کیا ترقی کرنی ہے، تم نے کیا سیکھنا ہے؟

پس دنیادار لڑکیوں کی طرح یا عورتوں کی طرح اس بات کی فکر نہ کریں کہ ہمیں بالی وڈ کا نہیں پتہ یا فلاں چیز کا نہیں پتہ یا دنیاوی چیز کا نہیں پتہ یا یہ نہ کہیں یہ جو آج کل نئی اختراع نکالی ہے نئی ٹرم جو نکالی ہے کہ می ٹائم (Me Time) میرا ٹائم ہونا چاہئے۔ ہاں اگر نمازیں قضاء ہورہی ہیں تو فکر کریں۔ اگر قرآنِ کریم کی تلاوت میں کمی ہے تو فکر کریں۔ اگر قرآنِ کریم کا ترجمہ سیکھنے میں کمی ہے تو فکر کریں۔ اگر کسی احمدی عورت اور لڑکی کو خلیفۂ وقت کی طرف سے دین کی خدمت کے لئے آواز دی جارہی ہے اور وہ آگے نہیں بڑھتی تو یہ فکر کی بات ہے۔ اگر آپ اپنا دین چھپا رہی ہیں اور کسی قسم کے کمپلیکس میں مبتلا ہیں تو یہ فکر کی بات ہے۔

پس یاد رکھیں جس عظیم کام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں آئے تھے اس کو پورا کرنے کے لئے، آپ کا مددگار بننے کے لئے اگر انصار اور خدام کی ضرورت ہے تو لجنہ کی بھی ضرورت ہے۔ پس دین کی خاطر قربانی کے نئے جذبے کے ساتھ آج یہاں سے جائیں اور ہمیشہ اس کو قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ان تمام دنیاوی خواہشات کو قربان کردیں جو وقتاً فوقتاً دنیاداروں کی طرف سے آپ کے دل میں ڈالی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کرلیں۔

✡✡✡✡✡✡

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ از صفحہ 17

کی وجہ سے علماء سے زیادہ اچھے پروگرام پیش کرسکتے ہیں۔ وہ علماء سے سیکھ لیں کہ جواب کس طرح دینا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جامعہ احمدیہ میں یوکے کے لڑکے Beacon of Truth کا پروگرام کررہے ہیں۔ پہلے صرف بیٹھ کر سوال جواب کرتے تھے۔ اب ان کے لائیو پروگرام بھی آنے لگے ہیں۔ لائیو اس طرح کہ text message یا پھر کمپیوٹر کے اوپر messages آجاتے ہیں۔ فون کالز اس لئے نہیں رکھیں کیونکہ بعض اوقات بعض غیر احمدی بیہودہ زبان استعمال کرتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے یہ لڑکے جامعہ احمدیہ یوکے کے خامسہ کے یا شاہد کے طلباء ہیں اور وہ ان کو بڑی اچھی طرح جواب دے رہے ہیں۔ پہلے وہ تیاری کرتے ہیں پھر جواب دیتے ہیں۔ تو اصل بات یہ ہے کہ یہاں کے مزاج کے مطابق ایسے لوگ جن کو زبان بھی آتی ہو، زبان میں بھی تھوڑی perfection ہونی چاہئے۔ باقی اگر اردو میں سوال جواب کرنے ہیں تو وہ تو ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے لئے وہاں بھی اردو میں پروگرام 'راہِ ہدیٰ' چل رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر قوم کے لئے، ہر زبان کے لئے علیحدہ علیحدہ پروگراموں کی ضرورت ہے۔ جہاں تک آپ کی تجویز کا تعلق ہے، بڑی اچھی تجویز ہے کہ لائیو پروگرام ہونے چاہئیں۔ لیکن ان پروگراموں کی باقاعدہ پبلسٹی بھی ہو اور باقاعدہ دکھائے جائیں۔ پھر کم از کم ہفتہ میں ایک دفعہ پروگرام ہونے چاہئیں اور دکھائے جانے چاہئیں تا کہ ہمارے نوجوانوں میں بھی توجہ پیدا ہو کہ کس طرح سوال کا جواب دینا ہے۔ ہمارے نظریات کیا ہیں؟ جماعت احمدیہ کیا چیز ہے؟ اسلام کیا چیز ہے؟ اسلام نے ان ملکوں میں کس طرح مقابلہ کرنا ہے؟ مختلف قسم کے topics لے کر ان کے سوال جواب ہوسکتے ہیں۔ ہر ہفتہ اس قسم کا پروگرام ہوسکتا ہے یا شروع میں دو ہفتہ بعد کرلیں تا کہ لوگوں کو توجہ پیدا ہو۔ پھر جب لوگوں کا نام لے کر ان کا سوال دہرایا جائے گا تو پھر توجہ بھی پیدا ہوگی کہ ہاں جی ہمارے نام کے ساتھ ٹی وی پر سوال آرہا ہے تو چلو دیکھیں۔ وہ اور بھی چار آدمیوں کو دکھائے گا۔ اگلی دفعہ ان چار کی توجہ بھی پیدا ہوگی کہ وہ بھی سوال کریں گے تو اس طرح یہ حلقہ وسیع ہوتا جائے گا۔ جہاں تک آپ کی اس تجویز کا تعلق ہے کہ یہ ہونا چاہئے تو بڑی اچھی بات ہے لیکن جہاں تک یہ بات ہے کہ کون کرے تو وہ کریں جن کی زبان اچھی ہو۔

✡......ایک دوست نے کہا کہ حضور بچوں کے لئے ہمارے ہاں ایم ٹی اے کے لئے پروگرام نہیں بن رہے۔ **اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** آپ یہاں ایم ٹی اے کے ورکر (worker) کے طور پر بیٹھے ہیں اور اس کا حصہ ہیں تو آپ اپنی انتظامیہ کو تجویز دیں کہ یہ پروگرام ہونے چاہئیں۔ آپ کے ذہن میں کوئی پروگرام ہے تو اس کا سکرپٹ تیار کروائیں اور یا آپ کے ذہن میں کوئی ایسے لوگ ہیں جو ایسے اچھے پروگرام کرسکتے ہیں تو ان کے نام دیں، ٹیم بنائیں جو سکرپٹ تیار کرے۔ جس طرح باقی جگہوں پر اردو انگلش میں پروگرام بن رہے ہیں آپ بھی بنائیں۔ یہی تو میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ بچوں کو پتہ ہو کہ فلاں دن ہمارا پروگرام آرہا ہے تا کہ دلچسپی پیدا ہو۔ تو یہ چیزیں آپ اپنی ٹیم کو بتائیں۔

✡......ایک نوجوان نے بتایا کہ احمدی بچوں کے لئے کارٹونز کی تیاری شروع کررہے ہیں جس میں احمدی بچوں کو دینی topics پر کہانیوں کی صورت میں سبق دیں گے۔ **اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** آپ جو بھی بنائیں پہلے مرکز سے approval لینی ہوگی۔ مجھے علم نہیں کہ یہاں جرمنی میں کوئی ٹیم ان پروگراموں کو دیکھتی بھی ہے کہ نہیں؟ کیونکہ جرمن جاننے والا ہی ان کو دیکھ سکتا ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بتایا گیا کہ یہاں جرمنی میں بھی ایک ٹیم بنی ہوئی ہے جو پروگرامز کو چیک کرتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ٹھیک ہے ایسے پروگرام بنائیں جن سے بچوں کو دلچسپی پیدا ہو لیکن اس میں بہت سی باتوں کا خیال رکھنا پڑے گا۔ اپنی روایات کا بھی خیال رکھنا پڑے گا۔ اور یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ یہاں کی روایات کو کس حد تک اپنے اندر سمویا جاسکتا ہے؟ پھر اس کے مطابق پروگرام بنانے ہیں۔ اسلامی روایات کو local traditions کے اندر نہیں سمونا بلکہ یہ دیکھ کر کہ local traditions کو اسلامی روایات کے اندر کس حد تک سمویا جاسکتا ہے، پھر پروگرام بنانا ہے۔

اس پروگرام کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ اس کے بعد MTA کے کارکنان نے اپنے اپنے شعبہ کے لحاظ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے MTA جرمنی کی خواتین کارکنات کی طرف تشریف لے گئے۔

(جاری ہے۔ باقی آئندہ)

✡✡✡✡✡✡

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ دسمبر 2012ء

✿...... ہر داعی الی اللہ کے سامنے مختلف کلچر، مختلف ethnicities اور مختلف ملکوں کے لوگ ہوتے ہیں۔ ہر ایک نے اپنا ایک معیار رکھا ہوا ہے جس کے مطابق وہ سوال کرتے ہیں۔ وہ سارے سوال بھی consildate ہو کر ایک جگہ مرکز میں آنے چاہئیں۔ اور یہاں سے پھر اس کے صحیح جواب تیار کر کے سب داعیان الی اللہ کو distribute ہونے چاہئیں۔ ✿...... اب جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر آنی ہے اس کے لئے آپ نے میدان جیتنے ہیں اور وہ میدان اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کر کے جیتنے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں اور دعائیں کریں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے دیکھیں۔

—————— (داعیان الی اللہ جرمنی کے ساتھ میٹنگ میں حضور انور ایدہ اللہ کی نہایت اہم ہدایات)

✿...... کسی بھی ملک کی ایم ٹی اے ٹیم، ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی ایک برانچ ہے اور ان ہدایات کی پابند ہے جو مرکز سے ملتی ہیں اور اس پیٹرن پر چلنے کی پابند ہے جو ایم ٹی اے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ ✿...... جو بھی پروگرام بنا رہے ہوں اس کی لسٹ مجھے بھجوایا کریں کہ فلاں فلاں پروگرام ہے، اس کا یہ مضمون ہے، اور یہ اس کا سکرپٹ ہے اور اس کو اس طرح پیش کیا جائے گا۔ اور اس پروگرام میں فلاں فلاں لوگ شامل ہوں گے یعنی بچے ہوں گے، عورتیں ہوں گی وغیرہ۔ ✿...... ہر جگہ آپ کی پبلسٹی کے لئے ایک ٹیم لوکل لیول پہ بھی موجود ہو جو فیڈ بیک لے رہی ہو کہ جہاں جہاں جماعت ہے وہاں ان پروگراموں کو دیکھنے کے بعد لوگوں کے کیا تأثرات ہیں۔ اور پھر یہ بھی دیکھیں کہ کتنے فیصد لوگ پروگرام دیکھتے ہیں۔ ✿...... ہر قوم کے لئے، ہر زبان کے لئے علیحدہ علیحدہ پروگراموں کی ضرورت ہے۔

—————— (ایم ٹی اے جرمنی کے کارکنان کے ساتھ میٹنگ میں حضور انور ایدہ اللہ کی نہایت اہم ہدایات)

فیملی ملاقاتیں۔ نماز جنازہ

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

16/دسمبر 2012 بروز اتوار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا سات بجے ’’بیت السبوح‘ ‘ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف ممالک سے موصول ہونے والی دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

آج پروگرام کے مطابق جرمنی کی تمام جماعتوں اور شہروں اور قصبوں میں تبلیغی مجالس کا انعقاد کروانے والے خدام اور انصار کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک میٹنگ کا پروگرام تھا۔ اس میٹنگ میں جرمنی میں قائم عربک ڈیسک، بلغارین ڈیسک، ٹرکش ڈیسک اور رشین ڈیسک کے انچارج صاحبان اور Website Team کے ممبران بھی شامل تھے۔ مجموعی طور پر اس میٹنگ میں شامل ہونے والوں کی تعداد نوّے (90) تھی۔

اس پروگرام کا انعقاد مسجد کے مردانہ ہال میں کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سوا گیارہ بجے تشریف لائے اور اس میٹنگ کا آغاز ہوا۔

داعیان الی اللہ جرمنی کے ساتھ میٹنگ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کے ساتھ میٹنگ کا آغاز کیا۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میٹنگ کا ایجنڈا دریافت فرمایا۔ جس پر انچارج صاحب نے بتایا کہ ہمارے مختلف زبانوں کے تبلیغی ڈیسک ہیں جو آج کی اس میٹنگ میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ وہ نوجوان بھی شامل ہیں جو ملک بھر میں اپنی اپنی جماعتوں اور دوسرے علاقوں میں جا کر تبلیغی نشستیں کرتے ہیں۔

✿...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر شعبہ تبلیغ کے انچارج صاحب نے بتایا کہ ان میں سے کل نوّے (90) یہاں حاضر ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر یہی نوّے (90) تبلیغ کریں تو کم از کم آپ کی اس سال دو سو ستّر بیعتیں ہونی چاہئیں۔

✿...... **اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ریکارڈ کے مطابق آپ کے داعیانِ الی اللہ کی تعداد ایک ہزار ہے۔ اگر ہر کوئی ایک ایک بیعت بھی کروائے تو ایک ہزار بیعتیں ہونی چاہئیں۔

سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ اس کے علاوہ تین سو کے قریب active داعیین الی اللہ ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ ان سب کو تبلیغ کے کام میں involve کریں اور بیعتوں کے حصول کے لئے کوشش کریں۔

✿...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ ہمارے داعیین الی اللہ اور لیکچرار پورے جرمنی سے ہیں۔ ہمارا نوجوانوں کو تیار کرنے کا پورا ایک سسٹم ہے۔ تیس کے قریب tranined ہو چکے ہیں۔ اور ستّر کے قریب ایسے ہیں جو تیار ہو رہے ہیں اور ان میں سے بھی کچھ نے لیکچرز دینے شروع کر دیئے ہیں۔ ہماری مساجد اور سینٹرز میں لوگ آتے ہیں۔ مختلف گروپس اور سکولوں کی کلاسز آتی ہیں تو یہ نوجوان ان کو اسلامی تعلیم کے بارہ میں لیکچرز دیتے ہیں۔ جماعت کا تعارف کرواتے ہیں اور جو سوالات وہ پوچھتے ہیں ان کے جوابات بھی دیتے ہیں۔

✿...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میٹنگ میں موجود ایک دوست سے دریافت فرمایا کہ آپ کہاں لیکچر دیتے ہیں؟ جس پر انہوں نے جواب دیا کہ وہ مسجد فضلِ عمر (ہیمبرگ) میں جو لوگ اور گروپس آتے ہیں ان کو جماعت کا تعارف کرواتے ہیں اور ان کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر کافی گروپس آتے ہیں تو جماعت کا جنرل تعارف پیش کرنے میں آپ کی اتنی practice ہو گئی ہو گی کہ جس طرح کسی historical جگہ پر جائیں تو وہاں کے گائیڈ کو پوری history یاد ہوتی ہے جو ایک سرے سے شروع کرتا ہے اور دوسرے سرے تک بولتا چلا جاتا ہے۔ اس طرح آپ کے لیکچرز بھی اتنے perfect ہو گئے ہیں؟ اس پر ان صاحب نے عرض کیا کہ ہم اپنی پوری کوشش کرتے ہیں۔

✿...... بعد ازاں سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ ان کی ٹریننگ کا پروگرام سارا سال جاری رہتا ہے۔ ہم ورکشاپس کرتے ہیں اور جو نئے نئے موضوعات آتے ہیں ان پر مربّیان کے ساتھ کلاسز رکھی جاتی ہیں۔

✿...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ بیت الرشید (ہیمبرگ) میں جو فنکشن ہوا ہے اس کے بعد کچھ اخباروں نے بھی اس کی کوریج کی ہے۔ اس سے پہلے بھی جب مینارے بنے ہیں تب بھی اخباروں نے کوریج دی تھی۔ اس سے وہاں کے لوگوں کو مسجد کی طرف کوئی خاص توجہ پیدا ہوئی ہے؟ اس پر سیکرٹری تبلیغ صاحب نے بتایا کہ توجہ پیدا ہوئی ہے اور وہاں کے ہمسایوں نے بالخصوص ہم سے رابطہ کیا تھا اور ہم نے انہیں کہا تھا کہ کرسمس کے بعد آپ کے ساتھ ایک سپیشل میٹنگ رکھیں گے۔

✿...... **اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک نوجوان سے دریافت فرمایا:** آپ اپنے علاقہ میں ہونے والے پروگراموں کے کیا موضوعات رکھتے ہیں؟ یا جرمنی کے حساب سے آجکل کیا burning topics ہیں؟ ان ملکوں میں یہی حال ہوتا ہے کہ کسی ایک چیز کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور پھر اسی کے بارے میں بار بار

سوال کرتے چلے جاتے ہیں۔ اخباروں میں پڑھتے بھی ہیں اور آپ سے سنتے بھی ہیں اور پھر ہر شخص سے وہی بات سننا چاہتے ہیں تا کہ دیکھیں کہ کیا آپ کے جوابوں میں consistency ہے کہ نہیں؟ اس پر اس دوست نے جواب دیا کہ ان کے زیادہ تر اسی قسم کے سوال ہوتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر عورتیں یہ سوال زیادہ کرتی ہیں تو پھر ایسی عورتوں کو ہماری عورتوں سے جواب ملے تو زیادہ اچھا ہوتا ہے۔ جبکہ مردوں کو تو آپ خود بھی جواب دے سکتے ہیں۔

......ایک صاحب نے عرض کیا کہ ہمارا جنوری میں سیرت النبی ﷺ پر پروگرام کرنے کا ارادہ ہے۔ **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پر فرمایا:** اس کے لئے پورا spade work ہونا چاہئے۔ **جہاں جہاں بھی سیرت کے پروگرام کرنے ہیں یا کوئی اور بھی پروگرام کرنا ہو جیسے قرآنِ کریم کی یا دوسری کتب کی exhibition کا پروگرام کرنا ہو، یا کوئی بھی پروگرام جو جماعت کی طرف سے organize ہوتا ہے تو اس کے لئے پہلے بہت زیادہ spade work کرنا چاہئے۔ اس کی پبلسٹی کرنی چاہئے۔ لوگوں کو بتانا چاہئے۔ تعلقات پیدا کرنے چاہئیں۔ جو تعلقات والے لوگ ہیں ان سے کہیں کہ اپنے لوگوں کو لے کر آئیں تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان پروگراموں میں شامل ہوں اور ان کے شکوک وشبہات ہیں دور ہوں یا کم از کم دور کرنے کی کافی حد تک کوشش ہو۔**

...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ ہیمبرگ میں جو پروگرام ہوا تھا اس میں پریس والے آئے تھے اور کہہ رہے تھے انہوں نے کوئی سوال وغیرہ کرنے ہیں؟ بعد میں انہوں نے سوال وغیرہ کئے نہیں؟ اس تقریب کو آرگنائز کرنے والے ایک صاحب نے عرض کیا کہ پریس والے کہہ رہے تھے کہ حضور انور کی تقریر سے ان کو ان کے سب سوالوں کے جواب مل گئے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ٹھیک ہے میں نے آپ کو ایک pattern دے دیا ہے۔ آپ اس کو مزید elaborate کر سکتے ہیں۔ میں نے تو مختصر وقت میں مختصر باتیں کرنی تھیں۔ میں نے points دے دیئے کہ یہ یہ باتیں ہیں۔ آپ اس کو جتنا بڑھانا چاہیں بڑھا سکتے ہیں۔

......ایک دوست نے بتایا کہ مارچ میں ہم نے ایک یونیورسٹی میں پروگرام رکھا ہے جس میں باہر کے ملک سے پروفیسرز بھی آئیں گے۔ انہوں نے پروگرام کی کامیابی کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔

......اس کے بعد امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ Benzheim میں ہماری چھوٹی سی مسجد ہے لیکن وہاں کی جماعت جرمنی کی فعال اور مستعد جماعتوں میں سے ایک ہے۔ یہ جماعت سال میں پانچ سے چھ بڑے مؤثر پروگرام کرتی ہے اور پریس میں بھی ان کو اچھی کوریج ملتی ہے۔ اب انہوں نے سکول میں ایک نمائش لگائی ہے جس کو کافی لوگ وِزٹ کر رہے ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دوسری جماعتوں کو بھی ان سے نمونہ پکڑنا چاہئے۔

......امیر صاحب جرمنی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جو پروگرام رکھتے ہیں ان پروگراموں سے قبل ہی پریس کانفرنس رکھ لیا کریں کیونکہ پروگرام کے اختتام پر پریس والے کہتے ہیں کہ ان کو ان کے سوالوں کے جواب مل گئے ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کی مرضی ہے۔ یورپین پارلیمنٹ میں خطاب سے پہلے ہی پریس کانفرنس رکھی گئی تھی۔ لیکن اگر وہ میرے خطاب سے ہی مطمئن ہو جاتے ہیں تو پھر انہیں تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو ان کے سوالوں کے جواب دینے کے لئے تیار تھا لیکن انہوں نے خود ہی کہا کہ ان کے ذہنوں میں جو سوالات تھے ان کا ان کو جواب مل گیا ہے۔ بہر حال آپ چاہے پہلے رکھ لیں۔ بہر حال پریس والوں کے ذہن میں جو بھی سوال ہوتا ہے وہ پوچھ ہی لیتے ہیں۔

...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک نوجوان سے دریافت فرمایا کہ ان کا کس جماعت سے تعلق ہے اور وہ اپنی جماعت میں کل کتنے فنکشنز کرتے ہیں؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ان کا تعلق Oznabrug سے ہے اور سال میں اوسطاً دو سے تین پروگرام کرتے ہیں۔

......اس کے بعد Hannover جماعت کے نمائندے سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ انہوں نے اب تک دورانِ سال کتنے پروگرام کئے ہیں؟ اس پر موصوف نے جواب دیا کہ اب تک اس سال ہمارے تین پروگرام ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ سال میں دس سے بارہ مختلف گروپس ہمارے پاس آتے ہیں اور ان کو ہم organize کرتے ہیں۔

موصوف نے بتایا کہ ایک بہت خوشی کی بات ہے کہ دو سال پہلے ادھر ایک آرگنائزیشن تھی جو مسجد بنانے کے خلاف تھی۔ اس کے متعلق حضور انور کو دعا کی غرض سے خط بھی لکھا تھا۔ تو وہ جو پہلے ہمارے خلاف تھے اب ہمارے حق میں باتیں کر رہے ہیں حتی کہ اس آرگنائزیشن کے صدر نے ایم ٹی اے سننے کے لئے ڈش بھی لگا لی ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ 'ماشاء اللہ'۔

......اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک جرمن دوست سے مخاطب ہو کر دریافت فرمایا کہ آپ کا کس جماعت سے تعلق ہے اور جماعت کی تعداد کیا ہے۔ جرمن دوست نے بتایا کہ ان کا تعلق Deiten جماعت سے ہے۔ Deiten کا یہاں سے دوسو پچاس کلومیٹر کے قریب فاصلہ ہے۔ اور جماعت کی تعداد ایک سوتیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ وہاں پر آپ کے پاس کوئی مسجد ہے؟ اس پر جرمن دوست نے بتایا کہ اللہ کے فضل سے ہم نے قریباً دو ماہ قبل نماز سینٹر کے لئے ایک جگہ کرائے پر لی ہے۔ اور اب اس جگہ کو تیار کر رہے ہیں تا کہ وہاں پر پبلک پروگرامز رکھے جاسکیں۔ ہم اس سے پہلے ٹاؤن سینٹر میں کرایہ پر جگہ لے کر پبلک پروگرامز رکھتے تھے۔ اور وہاں پر ہی ہم اپنے اجلاسات منعقد کرتے تھے۔ اور ہم باقاعدگی کے ساتھ اپنے علاقہ میں اور اس کے گرد و پیش میں تبلیغی پروگرام کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ ان پروگراموں میں بالعموم کس قسم کے سوالات پوچھے جاتے ہیں؟ اس پر موصوف نے بتایا کہ آج کل لوگ اسرائیل اور فلسطین کے مابین جاری صورتحال پر ہمارا نقطہ نظر پوچھتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ 'ختنوں' کے متعلق بھی سوالات کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ لوگ مغربی تہذیب پر اسلامی نقطہ نظر کے بارہ میں بھی پوچھتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر freedom of speech کے متعلق اسلام کیا رائے رکھتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اصولاً سوال تو یہ ہونا چاہئے کہ اسلام کا مغربی تہذیب میں تیزی کے ساتھ آنے والی تبدیلیوں کے متعلق کیا نظریہ ہے؟ کیونکہ آج کل جو نظر آ رہا ہے یہ مغربی تہذیب نہیں ہے۔ مغرب کی تہذیب اب بدل چکی ہے اور بڑی تیزی کے ساتھ مزید بدل رہی ہے۔ اس لئے سوال یہ ہونا چاہئے کہ مغربی تہذیب میں تیزی کے ساتھ آنے والی تبدیلیوں کی وجوہات کے متعلق اسلام کیا کہتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سوال یہ ہے کہ تہذیب کیا ہے؟ آج کل culture (ثقافت) کو تہذیب کے ساتھ confuse کیا جاتا ہے۔ آج کا کلچر اور آج کی اقدار سو سال پرانے زمانہ کے کلچر اور اقدار سے بہت مختلف ہیں۔ مختلف نوع کی سہولیات کا ہونا، بجلی کا ہونا، الیکٹرانکس اور میڈیا وغیرہ کا ہونا تہذیب نہیں ہے بلکہ یہ تو ترقی ہے اور ارتقاء ہے۔ کیا سو سال پہلے مغرب تہذیب یافتہ نہ تھا؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر مغرب سو سال پہلے بھی تہذیب یافتہ تھا تو سو سال پہلے ان کے لباس کیسے تھے؟ ان کی اخلاقیات کس طرح کی تھیں؟ تو اس قسم کے سوال آپ کو بھی ایسے لوگوں سے کرنے چاہئیں۔ اگر یہ سب چیزیں اُس دور میں آج کی نسبت مختلف تھیں اور ہم آہنگی، امن اور معاشرہ میں ایک دوسرے کی عزت کرنا جیسی اقدار آج کی نسبت آج سے سو سال قبل زیادہ تھیں تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے یہ اقدار غلط تھیں۔ اگر اسلام قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے مطابق ان بنیادی اقدار کو اپنے اندر محفوظ کرنا چاہتا ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلام کی کوئی تہذیب نہیں ہے یا پھر اسلام آج کل کی تہذیب کے اندر سمو نہیں سکتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب ہمارے ہاں کافی وکیل ہیں اور دیگر لوگ بھی ہیں جو کہ مغربی سیاست میں حصہ لے رہے ہیں۔ اگر یہی مغربی تہذیب ہے تو پھر اس پر اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ہم اس میں پہلے سے ہی شامل ہیں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ ان کی تہذیب اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے روکتی ہے یا بعض ایسی چیزیں کرنے پر مجبور کرتی ہے جو آپ نہیں کرنا چاہتے تو پھر یہ تہذیب نہیں ہے بلکہ یہ تو آپ کے ذاتی معاملات کے اندر دخل اندازی ہے۔ پس جہاں تک تہذیب کا تعلق ہے تو ہم سب تہذیب یافتہ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جرمن نوجوان سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: دیکھیں جو آپ نے آج لباس پہنا ہوا ہے وہ تقریباً وہی ہے جو آجکل مغربی لوگ پہنتے ہیں۔ آپ جو تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ وہی تعلیم ہے جو مغربی لوگ حاصل کرتے ہیں۔ اسی لئے تو مغرب سے تعلق رکھنے کے باوجود آپ نے نوجوانی کی عمر میں اسلام احمدیت کو قبول کیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: زندگی کے دیگر شعبوں میں جیسے بزنس ہے، سیاست ہے ہمارے نوجوان اس کا حصہ بن رہے ہیں۔ جہاں تک تمدنی حقوق اور ذمہ داریوں کا تعلق ہے ہم وہ سب ادا کر رہے ہیں۔ اور جہاں تک مذہب کا تعلق ہے تو ہر ایک کو اپنی پسند کا مذہب اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس حوالہ سے آپ کو بھی ان لوگوں کے سامنے سوالات رکھنے چاہئیں کہ بجائے اسلام پر اعتراضات کرنے اور اسلام اور مغربی تہذیب کے آپس میں تعلق کے بارے میں سوالات اُٹھانے کے، ان سے پوچھنا چاہئے کہ تہذیب دراصل ہے کیا؟ پچاس سال پہلے کس قسم کی تہذیب تھی؟ آج کی تہذیب کیا ہے؟ ان میں کیا فرق ہے؟ آپ اپنے آباء واجداد کو کس طرح موردالزام ٹھہرا سکتے ہیں کہ وہ تہذیب یافتہ نہیں تھے؟ اس کی کیا وجوہات ہیں؟ پس ان سے پوچھنے کے لئے بھی کافی سوالات ہیں۔ مذہب کو ایک طرف رکھتے ہوئے آپ کو اس قسم کا مباحثہ بھی کرنا چاہئے اور ان سے پوچھنا چاہئے کہ آج کی تہذیب کے کیا فوائد ہیں اور اس تہذیب کے جو آپ کے آباء واجداد کی تھی کیا فوائد تھے؟ ان لوگوں سے اس قسم کے موضوعات پر بھی بات کی جاسکتی ہے۔

......اس کے بعد ایک دوست نے سوال کیا کہ ہمارے تربیتی کلاسوں اور سیمینارز میں زیادہ تر topics وفاتِ مسیح، خاتم النبیین وغیرہ ہوتے ہیں لیکن نوجوانوں کے لئے آج کل کے حالات کے مطابق بھی topics رکھنے چاہئیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بالکل ہونے چاہئیں۔ contemporary issues (عصرِ حاضر کے مسائل) پر بات کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ ہر ملک کے اپنے اپنے topics ہیں۔ وفاتِ مسیح کا تو آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کے ساتھ بحث کرنی ہے تو قرآنِ کریم کی رُو سے کرنی ہے۔ عیسائیوں سے بحث کرنی ہے تو کیا حوالہ دینا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے متعلق عیسائیوں سے بحث کرنی ہے تو کیا دلیلیں دینی ہیں۔ عیسائیوں کے لئے بائبل کی مختلف quotes ہیں کہ بائبل میں کہاں 'محمدؐ' لکھا ہوا ہے، کہاں 'احمدؐ' لکھا ہوا ہے؟ قدوسیوں کے ساتھ آنے کا ذکر کہاں کیا گیا ہے؟ اور کہاں ذکر کیا گیا ہے کہ موسیٰ کے بھائیوں میں سے پیدا ہوگا؟ آپ نے عیسائیوں کو اس قسم کی دلیلیں دینی ہیں اور یہ چیزیں عیسائیوں کے لئے بائبل سے بھی ثابت کرنی ہیں۔ اور اگر وہ قرآن پر اعتراض کرتے ہیں تو پتہ ہونا چاہئے کہ قرآن کیا کہتا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے متعلق مسلمانوں سے بحث کرنی ہے تو آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ قرآن کیا کہتا ہے، حدیث کیا کہتی ہے۔ اور پھر اس کی صحیح طرح interpretation ہونی چاہئے۔ ان سارے issues پر تو آپ بات کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب رہ گئی بات کہ اسلام اس سوسائٹی میں integrate نہیں ہوسکتا۔ اس حوالہ سے کیا کیا اعتراضات ہیں۔ اس میں عورتوں کا پردہ ہے۔ عورتوں کی free interaction ہے۔ اور اس طرح کے بہت سارے سوال اُٹھتے ہیں۔ مثلاً عورتیں مردوں کے ساتھ نمازوں میں کیوں نہیں اکٹھی ہوتیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھ سے یوکے کے ایک politician جو شاید وہاں کی کسی پارٹی کے چیئرمین بھی ہیں، نے پوچھا تھا کہ کیا کبھی ایسا زمانہ آئے گا کہ جب عورتیں اور مرد ایک ہال میں عبادت کرسکیں گے؟ اس نے اپنی طرف سے بڑا سوال کیا تھا کہ کیا اسلام اتنا advance ہو جائے گا۔ میں نے اُسے کہا کہ تم بات کر رہے ہو کہ مستقبل میں یہ زمانہ آئے گا؟ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ زمانہ تو پہلے سے تھا۔ احادیث میں ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورت اور مرد ایک ہی جگہ پر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ آگے مرد اور پیچھے

عورتیں ہوتی تھیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ کیا ایسا زمانہ آئے گا یہ تو کوئی سوال نہیں۔ یہ زمانہ تو آچکا ہے اور یہ تجربہ ہو چکا ہے۔ اب تو عورتوں نے اپنی سہولت کے لئے کہ ان کو اُٹھنے بیٹھنے میں زیادہ سہولت اور آزادی ہو کیونکہ حیا ہر شخص کے ایمان کا حصہ ہے اور عورت کے ایمان کا بھی حصہ ہے۔ اس لئے حیا کی وجہ سے عورتوں نے خود چاہا کہ بجائے اس کے کہ ہم ایک ہی ہال میں مَردوں کے ساتھ بیٹھیں انہوں نے علیحدہ جگہ بنالی۔ کیونکہ نمازوں کے مختلف postures ہوتے ہیں۔ ان postures میں بعض دفعہ کپڑا اُٹھ جاتا ہے، بعض اوقات انسان عبادت میں اتنا involve ہوجاتا ہے کہ صحیح طرح خیال نہیں رکھا جاسکتا۔ یا ویسے بھی بعضوں نے مختلف قسم کے لباس پہنے ہوتے ہیں جن میں ان کو آسانی محسوس نہیں ہوتی۔ اور اپنا آپ comfortable feel نہیں کر رہی ہوتیں۔ اس لئے عورتوں نے خود اپنا ہال علیحدہ کر دیا ہے۔ جہاں تک ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا سوال ہے تو یاد رکھنا چاہئے کہ نماز ایک عبادت ہے۔ اور اگر نمازیں ساتھ پڑھیں گے تو اسی فیصد لوگ نماز میں اللہ کی طرف توجہ دینے کی بجائے عورت کی طرف توجہ دیں گے۔ یا اگر عورت آگے کھڑی ہوگی تو پھر بھی توجہ قائم نہیں رہے گی۔ تو عبادت کو عبادت رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا کہ عورتیں مرد ایک جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں، لیکن مرد آگے اور عورتیں پیچھے ہوں۔ اور اب آسانی کی خاطر عورتوں نے اپنا ہال علیحدہ کر لیا ہے۔ تو میں نے اسی سیاستدان سے سوال کیا کہ تم خود بتاؤ کہ تم لوگوں میں سے کتنے حیادار ہوں گے۔ تو کہنے لگا کہ مجھے آپ کی بات سمجھ آگئی ہے اور ہنس پڑا اور اس کے بعد اس نے کئی جگہ مجلسوں میں quote کیا کہ میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ کیا اتنا ایڈوانس زمانہ آئے گا کہ عورت مرد مسجد میں ایک جگہ اکٹھے ہوں گے تو مجھے جواب ملا کہ ایسا زمانہ آکر جا چکا ہے۔ تو اس طرح کے مختلف issues اُٹھتے رہتے ہیں اور اُٹھ سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر interest کے بارہ میں آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ قرآن شریف سُود کے بارہ میں کیا کہتا ہے۔ آجکل بڑے economic crisis آرہے ہیں اور یہ آجکل کا بڑا burning issue ہے۔ پھر اگر آپ اخبار کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ day to day ایشوز (issues) اُٹھتے رہتے ہیں۔ اور انہی کو contemporary issues کہتے ہیں۔ ان میں سے بہت سارے مسائل کا جواب تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک کتاب Islam's Response to the Contemporary Issues میں دے دیا ہے۔ تو وہ آپ پڑھ لیں۔ جب آپ پڑھیں گے تو اس کے بعد جو issues اُٹھ رہے ہوں گے ان کے جوابات آپ خود دیتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ بھی مدد کر دیتا ہے۔ اب آپ کو یہ سوال کہ کیا ایسا زمانہ آئے گا جب عورتیں اور مرد اکٹھے ہو کر نماز ادا کریں گے لٹریچر میں تو نہیں ملے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہی دل میں ڈال دیا کہ اس کا جواب یہ ہونا چاہئے۔ اور وہ جواب اس کو پسند بھی آگیا۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ مدد کر دیتا ہے۔ اس لئے خود بھی کوشش کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر داعی الی اللہ کے سامنے مختلف کلچر، مختلف ethnicities اور مختلف ملکوں کے لوگ ہوتے ہیں۔ ہر ایک نے اپنا ایک معیار رکھا ہوا ہے جس کے مطابق وہ سوال کرتے ہیں۔ وہ سارے سوال بھی consildate ہو کر ایک جگہ مرکز میں آنے چاہئیں۔ اور یہاں سے پھر اس کے صحیح جواب تیار کر کے سب داعیان الی اللہ کو distribute ہونے چاہئیں۔ تو اس طرح بھی آپ کی ایک باقاعدہ ٹریننگ جاری رہے گی۔

اب مثلاً عورتوں کے پردہ کا ہی سوال ہے اور مسلمانوں میں سے اُٹھتا ہے۔ بعض عرب ملکوں کی عورتیں یہ سوال اُٹھاتی ہیں کہ ٹھیک ہے آپ کی باتیں بھی ٹھیک، آپ کی دلیلیں بھی ٹھیک ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی آگئے لیکن ہم مسجد میں گئے تھے وہاں عورتوں کا پردہ صحیح نہیں تھا۔ اس لئے آپ لوگ صحیح نہیں ہیں۔ جس نے اعتراض کرنا ہے وہ اس بات پر بھی اعتراض کر دیتا ہے۔ ایک مصری خاتون کی طرف سے مجھے اعتراض آیا تھا۔ میں نے اُسے کہا کہ وہ خود بتائے کہ کیا پردہ ہونا چاہئے؟ تو اس نے کہا کہ پردہ میں بال ڈھانکنے کا حکم ہے۔ جبکہ ہماری عورتیں برقعہ پہنتی ہیں تو بال نہیں ڈھانکتیں۔ میں نے کہا کہ اصل پردہ بھی یہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جو پردہ کی تعریف فرمائی ہے وہ یہی ہے کہ ماتھا ڈھکا ہوا ہو اور بال نظر نہ آئیں۔ اور اسی طرح پچھلے بال بھی نظر نہ آئیں اور ٹھوڑی کے ساتھ ہو کر نقاب پیچھے کی طرف گیا ہو۔ یہی صحیح پردہ ہے۔ اسی طرح اور بھی issues ہیں جن کے جوابات آپ کو آنے چاہئیں۔ اس قسم کے جو اعتراضات اُٹھتے رہتے ہیں اس کی اگر آپ فیڈ بیک دیتے رہیں گے تو اس سے تربیت کے شعبہ کو، لجنہ کو، خدام کو اور انصار کو بھی مدد ملے گی کہ وہ کس طرح اپنے تربیتی پروگرام بنا سکتے ہیں۔ تو اس طرح آپ لوگوں کو فیلڈ میں مختلف قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑتا رہے گا اور مختلف مسائل کا پتہ لگتا رہے گا۔ ماشاء اللہ آپ کے بھی fertile ذہن ہیں۔ آپ خود بھی جوابات دینے کے طریقے explore کریں۔

✿......ایک خادم نے سوال کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1973ء میں فرمایا تھا کہ پچاس سال کے عرصہ میں جرمنوں کی ایک کثیر تعداد اسلام قبول کر لے گی۔ اس حوالہ سے ہمارے پاس صرف گیارہ سال باقی رہ گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جرمن لوگ اسلام تو قبول کر رہے ہیں۔ اس وقت جرمنی میں ایک بہت بڑی تعداد ہے جو مسلمان ہو رہی ہے۔ مجھے فرانس میں ایک جرمن ڈپلومیٹ ملا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ جرمنوں کی بڑی تعداد مسلمان ہو رہی ہے لیکن میری یہ خواہش ہے کہ اگر انہوں نے مسلمان ہی ہونا ہے تو پھر وہ احمدی مسلمان ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پچاس سال کہا تھا تو وہ بالکل specific عرصہ نہیں ہوتا اس میں کچھ کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ پھر یہ بھی دیکھنے والی بات ہے کیا انہوں نے کسی اندازے کے مطابق یہ کہا تھا یا پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی خبر پا کر کہا تھا۔ تو یہ ساری باتیں دیکھنی چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر بعض چیزیں ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ بعض خاص حالات کی وجہ سے بدل بھی دیتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی تو اللہ تعالیٰ نے ایک قسم کا حکومت دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی زندگی میں حکومت ملی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم چالیس سال تک ویسے ہی صحراؤں میں پھرتی رہی۔ تو آج اگر احمدی اس قابل ہوگئے ہیں کہ انہوں نے اپنے تقویٰ کا معیار بھی بڑھا لیا ہے اور دعائیں بھی کر رہے ہیں اور تبلیغ بھی کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے وہ کثرت کے ساتھ جرمنوں کو اسلام میں داخل کر لیں گے۔ لیکن اگر آپ کے معیار وہ نہیں ہیں اور دنیا داری میں پڑ گئے ہیں تو پھر اپنی فکر کرنی چاہئے۔ ہر پیشگوئی حالات کے ساتھ مشروط ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک دفعہ کہا تھا کہ تم لوگوں نے اپنی ترقی کو اپنی حرکتوں کی وجہ سے چالیس سال پیچھے کر لیا ہے حالانکہ اُس زمانہ میں تو صحابہ بھی موجود تھے۔ اب خود اندازہ لگالیں کہ اس بات کا کیا مطلب ہے۔

✿......ایک داعی الی اللہ نے سوال کیا کہ contemporary issues میں سے ایک سوال یہ بھی اُٹھتا رہتا ہے کہ شریعت اور جرمن لاء (German Law) ایک دوسرے کے ساتھ compatible نہیں ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کیا جرمن لاء کہتا ہے کہ ہر شخص کو اپنا مذہب اپنی مرضی کے مطابق اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے؟ اگر جرمن لاء نے ہر شخص کو اپنی مرضی کے مطابق مذہب اختیار کرنے کی اجازت دے رکھی ہے تو شریعت بھی یہی کہتی ہے کہ لَآاِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ اس طرح تو دونوں compatible ہیں۔

✿...... داعی الی اللہ نے سوال کیا کہ جب مزید گہرائی میں جائیں تو کہتے ہیں کہ اسلامی قانون میں polygamy (تعدد ازدواج) کی اجازت ہے جبکہ جرمن لاء میں اس چیز کی اجازت نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہاں جرمنی میں تو مسلمانوں کے لئے ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی شرط کو accept کر لیتے ہیں مگر انگلستان میں اس حوالہ سے سخت قانون ہے۔ یہاں جرمنی میں کئی ایسے احمدی ہیں جن کی دو دو بیویاں ہیں اور یہاں کے قانون نے ان کو accept کیا ہوا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اصل سوال یہ ہے کہ آئین کیا چیز ہے؟ آئین تو بدلتے رہتے ہیں۔ آئے روز آئین میں amendments ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن شریعت تو چودہ سو سال سے چل رہی ہے اس میں تو کوئی amendment نہیں ہوئی۔ تو ان کے آئینوں میں اوپر نیچے اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ یہ ساری باتیں مان لیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: باقی ہر ملک میں ان کے قانون کے مطابق سزائیں مقرر ہیں۔ اگر اسلام کہتا ہے کہ چور کے لئے ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے۔ تو اس کی بھی بعض شرائط ہیں۔ ہر ایک چور کا ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔ یہ ایک تفصیلی مضمون ہے۔ وقت کی کمی کے باعث اس وقت بیان نہیں ہوسکتا۔ اور یہاں جو قانون لاگو ہے اس کے متعلق احمدی یہ تو نہیں کہتے کہ اگر ہم نے کوئی چور پکڑا تو ہم اس کے ہاتھ کاٹ دیں گے۔ جس ملک میں رہتے ہیں اس ملک کے قانون سے اتفاق کرنا پڑے گا۔ اسی طرح اسلام نے بھی تو ایک سے زیادہ شادی کرنے کے لئے شرائط رکھی ہیں۔ یہ تو نہیں کہا کہ جاؤ اُٹھو اور جا کر چار لڑکیاں پکڑ کر شادی کر لو۔ اسلام تو کہتا ہے کہ تمہیں ایک، دو، تین یا چار تک شادیاں کرنے کی اجازت ہے لیکن اس کی بعض شرائط ہیں۔ اس میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر تم ان سے انصاف نہیں کر سکتے تو نہ کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ اگر تمہیں پتہ ہو کہ تمہاری ایک شادی کرنے کے بعد تمہاری ذمہ داری کیا ہے، اور بیوی کے کیا حقوق ہیں جو تم نے ادا کرنے ہیں، اور ان کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے تم پر کتنا بڑا گناہ ہے اور مرد کو اس کے بعد کتنی سزا ملے گی۔ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ پر یقین ہو تو شاید آپ ایک شادی بھی نہ کریں۔ پھر ایک سے زیادہ شادی کرنے کی وجوہات بھی بیان فرمائیں۔ مثلاً یہ کہ اگر ایک عورت کے ہاں اولاد نہیں ہوسکتی تو اولاد کی خاطر دوسری شادی ہوسکتی ہے۔ بیوی بیمار ہوگئی ہے اور اپنے حقوق ادا نہیں کر سکتی تو مرد بجائے اس کے کہ جس طرح یہاں ہوتا ہے کہ ادھر اُدھر ہاتھ پیر مارتا ہے اور دو دو سہیلیاں رکھی ہوئی ہیں۔ یہاں نہ عورت مرد پر اعتبار کرتی ہے اور نہ مرد عورت پر کرتا ہے۔ دو چار سال اکٹھے رہتے ہیں اور پھر اس کے بعد الگ ہوجاتے ہیں۔ یہاں 65% شادیاں اسی لئے ٹوٹتی ہیں۔ تو بجائے اِدھر اُدھر جانے کے بہتر ہے کہ شادی کر لو۔ شریعت نے ایک جواز پیدا کیا ہے۔ پھر یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا آدمی ہے جس پر دینی ذمہ داریاں ہیں اور دین کی اصلاح کے لئے اگر زیادہ شادیاں کرتے ہیں جیسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیں یا بعض دیگر بزرگان نے کیں تاکہ عورتوں میں بھی بہتر تربیت کے سامان پیدا کئے جاسکیں تو اس کے لئے اجازت ہے۔ ایسے نہیں کہ منہ اُٹھا کر کہو کہ ہمیں حق ہے شادیاں کرنے کا تو ہم نے شادی کرنی ہے۔ یا مرد کہہ دیتا ہے کہ مجھے عورت کو مارنے کا حق ہے۔ تو اس کو مارنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ جہاں مارنے کا حق ہے اُس سے پہلے بہت ساری شرائط پوری کرنی ہیں۔ ایسے نہیں کہ اُٹھے اور ڈنڈا ہاتھ میں لیا اور مارنا شروع ہوگئے کہ میں تمہارا سر پھوڑ دوں گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس حوالہ سے مزید فرمایا: دیکھیں احمدی ہر ملک میں law abiding ہیں۔ حتی کہ پاکستان میں بھی law abiding ہیں۔ لیکن اگر پاکستان کا قانون کہتا ہے کہ احمدی نماز نہیں پڑھ سکتے تو کیا ہم نماز پڑھنا چھوڑ دیں؟ پاکستان کا قانون کہتا ہے کہ کسی کو السلام علیکم نہ کہو تو کیا ہم السلام علیکم کہنا چھوڑ دیں؟ پاکستان کا قانون کہتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلمان نہ کہو تو کیا ہم اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کر لیں؟ بعض ایسے مسائل ہیں جن میں سٹیٹ کو interfere نہیں کرنا چاہئے۔ اس چیز کو سمجھانے کے لئے لمبی محنت کی ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں نے یہاں loyality پر جو تقریر کی تھی اور دوسرے ایڈریسز میں بھی بتاتا رہتا ہوں کہ بعض ایسے ذاتی معاملات ہوتے ہیں جن سے سٹیٹ کا کوئی حرج نہیں ہوتا۔ تو سٹیٹ کو لوگوں کے ایسے ذاتی معاملات کے اندر interfere کر کے لوگوں میں بلاوجہ کی frustration پیدا نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ پھر ایک وقت آتا ہے جب اُس آئین کے خلاف آواز اُٹھتی ہے۔ اور پھر آئین میں amendments ہوتی ہیں۔ اسی لئے آئین میں amendment کی گنجائش رکھی جاتی ہے۔ یہ تو نہیں کہا جاتا کہ آئین اب صحیفۂ قرآنیہ ہوگیا ہے۔ جہاں تک مذہب اجازت دیتا ہے تو آپ کر سکتے ہیں۔ جہاں تک قانون کہتا ہے نہ کرو تو آپ قانون کو force نہیں کر سکتے کہ آپ میری دوسری بیوی کو بیوی کے طور پر رجسٹرڈ کرو۔ اگر آپ کی دو بیویاں ہیں اور ایک بیوی جو کہ قانون میں رجسٹرڈ نہیں ہے اگر آپ اس کو طلاق دیتے ہیں تو پھر قانون میں جو اس کے حقوق ہیں وہ اس کو نہیں ملیں گے۔ لیکن شریعت نے جو حقوق رکھے ہیں وہ آپ کو ادا کرنے پڑیں

گے۔ اور ایسے مواقع پر arbitration law یا ثالثی کا قانون کام کرجاتا ہے۔ تو یہ ساری چیزیں دیکھنی چاہئیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

قانون میں صرف ایک ہی بات تو نہیں ہے کہ بیوی اور شادی۔ اور بھی کئی چیزیں ہیں۔ ہم ان چیزوں میں law abiding ہیں۔ کیا شریعت چوری کرنے اور ڈاکے ڈالنے کی اجازت دیتی ہے؟ کیا شریعت کہتی ہے کہ دوسروں کے حقوق ادا نہ کرو؟ اگر قانون ان باتوں کی اجازت نہیں دیتا تو شریعت بھی ان باتوں کی طرف قانون کی نسبت زیادہ زور دیتی ہے۔ یہاں کے قوانین تو ایسے ہیں کہ آپ کو اپنے حقوق کے لئے elected legislatures کے ذریعہ مطالبہ کرنا پڑتا ہے لیکن شریعت کہتی ہے کہ تم بغیر مطالبہ کے حقوق ادا کرو۔ ہر ایک شخص دوسرے کا حق ادا کرے۔ ہر حکومت اپنی رعایا کا حق ادا کرے اور ہر رعایا اپنی حکومت کا حق ادا کرے۔ پھر شریعت کہتی ہے کہ امانتیں صحیح طرح پہنچاؤ۔ تمہارا ووٹ تمہاری ایک امانت ہے اس کا حق ادا کرو۔ جو ایماندار ہے اُس کو ووٹ دو۔ یہ نہیں کہ فلاں میرا رشتہ دار اور فلاں میری پارٹی کا ہے اس لئے اُسے ووٹ دے دو۔ یا فلاں پارٹی کا manifesto پسند آ گیا تو اس لئے اُس پارٹی کے شخص کو ووٹ دے دیا بلکہ اپنے علاقہ میں دیکھو کہ کون ایسا شخص ہے جو انسانیت کی خدمت کرنا جانتا ہے اور جو اپنے سپرد امانت کا حق ادا کرسکتا ہے اُس کو ووٹ دو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بعض minor issues ہیں لیکن وہ issues ایسے نہیں ہیں جس پر قانون گرفت کرتا ہو۔ تم نے اگر دو بیویاں رکھنی ہیں تو قانون تمہیں ہتھ کڑی نہیں لگائے گا۔ تمہیں جیل کے اندر نہیں ڈالے گا۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جیسے کہتے ہیں خاموشی سے تسلیم کرلینا۔ تو ان کو بھی پتہ ہے کہ یہ ہمارے آئین اور قانون میں سقم ہے۔ اسی لئے وہ خاموشی سے دو بیویوں کو تسلیم کرلیتے ہیں۔ بلکہ میرے علم میں یہاں کے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جن کی دو بیویاں ہیں اور ان کی دوسری بیوی کے جو سوشل یا لیگل رائٹس ہیں وہ بھی بحیثیت بیوی کے دیئے جارہے ہیں۔ خاوند کے اِنکم ٹیکس میں جو کمی ہے وہ اس کی دو بیویوں کی وجہ سے پوری کی جارہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کہیں نہ کہیں قانون میں بھی جگہ خالی ہے جو تمہیں اجازت دیتی ہے۔ اس حوالہ سے یہاں کا قانون اتنا rigid نہیں ہے۔ لیکن اس کے برعکس اگر آپ نے چوری کی ہے تو پھر سزا بھگتنی پڑے گی۔ اس میں کسی قسم کی چھوٹ نہیں ہے۔

✿...... ایک داعی الی اللہ نے کہا کہ الحمدللہ جرمنی میں تبلیغ ہورہی ہے اور جرمنی ہمارا اس وقت فوکس ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ہے کہ رشیا میں ریت کے ذروں کی طرح اسلام پھیلے گا۔ اس حوالہ سے بھی کوشش کرنی چاہئے۔ بعض رشین سٹیٹس مسلمانوں کی ہیں اور وہاں پر بڑی بڑی مساجد بھی تعمیر ہورہی ہیں لیکن اسلام کا صرف نام ہی باقی رہ گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ تعالیٰ نے ہا کی کی بعض ٹیمیں بنائی تھیں جو ان سٹیٹس میں جایا کرتی تھیں۔

اس حوالہ سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ ساری باتیں میرے علم میں ہیں اور ان پر کام بھی ہورہا ہے۔ لیکن وہاں آجکل کے حالات بیس سال پہلے کے حالات سے مختلف ہیں۔ ان ممالک میں مخالفت شروع ہوچکی ہے۔ اور وہاں کے بعض لوگوں پر حکومت کی طرف سے سختیاں بھی کی جارہی ہیں۔ بعض جگہوں پر ہماری جماعت کی رجسٹریشن کو کینسل کیا جارہا ہے۔ تو یہ ساری چیزیں میرے علم میں ہیں۔ ہمارے مبلغین وہاں موجود ہیں۔ بعض مبلغین یونیورسٹیوں میں داخل ہیں۔ وہ ساتھ ساتھ پڑھائی بھی کررہے ہیں اور تبلیغ بھی ہورہی ہے۔ اور اب اللہ کے فضل سے رشین زبان میں بھی اور ان کی مقامی زبانوں میں بھی ایم ٹی اے کے پروگرام جارہے ہیں۔ میرا خطبہ باقاعدہ ہر ہفتہ ترجمہ ہوکر وہاں سنا جارہا ہے۔ مجھے روزانہ رشین احمدیوں کے کئی خطوط موصول ہوتے ہیں جن میں اخلاص و وفا کا اظہار پیدائشی احمدیوں سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ پہلے یہ نہیں ہوتا تھا کہ میری ڈاک میں رشین لوگوں کے خطوط ہوں اور اب کافی خطوط رشین زبان کے آتے ہیں۔ وہ رشین میں لکھتے ہیں اور ان کا ترجمہ ہوکر میرے پاس آتا ہے اور پھر لندن میں جو رشین ڈیسک کام کررہا ہے وہ ان احباب کو رشین زبان میں جواب دیتا ہے۔ کئی احباب کے ساتھ میرا ایک personal contact پیدا ہوچکا ہے۔ بلکہ ان میں سے بعض کے معیار اتنے ہیں کہ جب میں 2008ء میں انڈیا گیا ہوں تو ایک رشین نے مجھے لکھا کہ اُس نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو اور اپنی فوت شدہ پھوپھی کو خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان سے آئی ہے اور کہا کہ ہم نے تمہارے خلیفہ کو محفوظ واپس بھیج دیا ہے۔ کہتا ہے کہ مجھے اس خواب کی سمجھ نہیں آئی لیکن جب آپ انڈیا سے واپس آئے تو تب مجھے معلوم ہوا کہ انڈیا کے حالات کیا تھے اور کیوں واپسی ہوئی۔ تو اس حد تک ان کے ایمان اور اخلاص پہنچے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے واقعات ہیں جو شاید آپ کے علم میں نہ ہوں۔ میرے علم میں تو بہت زیادہ ہیں۔

✿...... **جرمنی میں اسلام کے پھیلنے کے حوالہ سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** انشاء اللہ تعالیٰ جرمنی میں بھی جلد آثار ظاہر ہوں گے۔ بعض لوگوں کی خوابیں اور بعض میری اپنی بھی ہیں جس سے مجھے لگتا ہے کہ خلافتِ خامسہ کے دور میں جرمنی میں بہتر رنگ میں احمدیت پھیلے گی۔ لیکن احمدیت کے پھیلنے کے لئے شرط ہے کہ ہمیں اپنی حالتوں کو بھی بدلنا پڑے گا۔

✿...... ایک نوجوان نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی میں اور بعض دوسری جگہوں پر بہت خوبصورت مساجد تعمیر ہورہی ہیں تو اس حوالہ سے بعض سوال کرتے ہیں کہ جماعت کے پاس اتنا پیسہ کہاں سے آتا ہے؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لوگ کما کر اور اپنی جیبیں کاٹ کر پیسے دیتے ہیں۔ اب جو ناروے کی مسجد بنی ہے وہاں انہوں نے کئی ملین پاؤنڈز خرچ کئے ہیں۔ اس میں کئی مثالیں میرے سامنے ہیں لیکن میں ایک مثال دے دیتا ہوں کہ ایک شخص نے وعدہ کیا کہ وہ مسجد کے لئے ایک لاکھ کرونر دے گا۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے ویک اینڈ پر اور روزانہ شام کو دو گھنٹے ٹیکسی چلانا شروع کردی اور اس سے جتنے پیسوں کی آمد ہوتی تھی وہ مسجد میں چندہ دے دیتا تھا۔ اس طرح اس نے ایک لاکھ کرونر سے بھی زیادہ چندہ دے دیا۔ تو یہ قربانی کا مادہ ہے جو احمدیوں میں ہے۔ آپ بھی اپنے اندر یہ مادہ پیدا کریں۔ اگر لوگ ایک مسجد کے بننے پر اعتراض کرتے ہیں تو آپ کہیں کہ ہم اس طرح کی دس مسجدیں بنا کر دکھا سکتے ہیں۔

✿...... ایک داعی الی اللہ نے کہا کہ بعض اوقات ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن قوم دل سے اسلام کو قبول کرچکی ہے۔ اب تو کنڈرگارٹن میں بسا اوقات بچوں کو بلا کر تلاوت کرواتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اب جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر آنی ہے اس کے لئے آپ نے میدان جیتنے ہیں اور وہ میدان اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کر کے جیتنے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں اور دعائیں کریں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے دیکھیں۔ اب بس اگر کمی ہے تو آپ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دین میں کوئی کمی نہیں ہے۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی دین کے روز نظارے دیکھتا ہوں۔

اس پروگرام کا اختتام بارہ بجے ہوا۔

فیملی ملاقاتیں

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج صبح کے اس سیشن میں 22 فیملیز کے 68 احباب اور 14 احباب نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف پایا۔ اور ہر ایک نے تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں نے اپنے پیارے آقا سے قلم کا تحفہ حاصل کیا اور چھوٹی عمر کے بچوں کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی درج ذیل مختلف جماعتوں سے لمبے سفر طے کرکے پہنچی تھیں۔

Wittlich, Wiesbaden, Gross-Gerau, Dramstadt, Marburg, Koblenz, Russelsheim, Gross-Umstadt, Dresden, Vechta, Trier, Neuwied, Betzdorf, Rodgau, Viersen, Wabern, Morfelden, Nidda, Boblingen, Hanau, Benzheim, Bad Homburg, Hannover, Gottingen.

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بج کر 40 منٹ تک جاری رہا۔

نماز جنازہ

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر کی ادائیگی سے قبل مکرم چودھری محمد اسحاق بندیشہ صاحب کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحوم نے 10 دسمبر 2012ء کو Muhlheim (جرمنی) میں بقضائے الٰہی وفات پائی۔ انّاللّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ ان کے والد کا نام چودھری محمد اسماعیل بندیشہ تھا۔ جرمنی میں جماعت Muhlheim کے ممبر تھے۔ مرحوم بہت مہمان نواز، زندہ دل اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے تھے۔

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

MTA جرمنی کے کارکنان کی حضورانور ایدہ اللہ کے ساتھ ایک میٹنگ

پروگرام کے مطابق پچھلے پہر MTA جرمنی کے کارکنان کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک میٹنگ کا انعقاد تھا۔ پانچ بج کر 35 منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس پروگرام کے لئے تشریف لائے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم فاتح احمد صاحب نے پیش کی۔ بعد ازاں اس کا اردو ترجمہ مکرم رفیق احمد شاہد صاحب اور جرمن ترجمہ سلمان صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنا مختصر ایڈریس پیش کیا۔

✿...... امیر صاحب جرمنی نے MTA جرمنی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہم MTA جرمنی کو MTA انٹرنیشنل لندن یوکے کا ایک بچہ کہہ سکتے ہیں یا ایک بھائی کہہ سکتے ہیں۔ امیر صاحب نے اختصار کے ساتھ MTA کے حوالہ سے بعض امور کا ذکر کیا۔

✿...... امیر صاحب جرمنی کے مختصر ایڈریس کے بعد مکرم مظفر احمد صاحب نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری و انچارج MTA انٹرنیشنل (جرمن اسٹوڈیوز) نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ:

MTA (جرمن اسٹوڈیوز) کے اپنے دو جماعتی اسٹوڈیوز ہیں۔ ایک ''مبشر اسٹوڈیوز فرینکفرٹ'' اور دوسرا ''مسرور اسٹوڈیوز کولون''۔ مسرور اسٹوڈیوز کی توسیع اور ازسرِنو Renovation کے بعد اس کا افتتاح حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جون 2011ء میں فرمایا تھا۔

Open TV-Channels کے ساتھ تعاون کے ذریعہ قائم شدہ پروڈکشن سینٹرز کی تعداد چھ ہے اور تیاری و ٹریننگ کے مراحل میں نئے پروڈکشن سینٹرز کی تعداد 20 ہے۔

MTA جرمنی کے تحت تیار ہونے والی سیریز کی کُل تعداد 18 ہے۔ ہر ماہ قریباً دس گھنٹے کے پروگرام تیار کئے جاتے ہیں۔

گزشتہ پانچ سالوں میں تیار کی جانے والی ڈاکومینٹریز کی تعداد 9 ہے۔

نیشنل سیکریٹری سمعی بصری نے بتایا کہ: اس سارے نظام کو کنٹرول کرنے کے لئے ایک مرکزی مینیجمنٹ بورڈ تشکیل دیا گیا ہے۔ جس میں کل سولہ شعبہ جات ہیں۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے چار مختلف ڈسٹریبیوشن چینل ہیں، جن میں اولین MTA2 پر چلنے والی جرمن سروس ہے۔ MTA2 پر ہر روز ایک گھنٹہ جرمن سروس چلتی ہے، جس میں مختلف پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ اس طرح مہینہ میں 22 گھنٹے کے جرمن پروگرام مرکز لندن کو ارسال کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی منظوری سے MTA (جرمن سٹوڈیو) کے اپنے YouTube چینل کا اجراء کیا گیا ہے۔ اس وقت اس چینل کے کل clicks کی تعداد پانچ لاکھ سے اوپر پہنچ چکی ہے اور subscribers کی تعداد قریباً آٹھ سو ہو چکی ہے۔ حضورانور کی اجازت سے چوبیس گھنٹے کا پروگرام نشر کیا جاتا ہے اور اسے دہرایا جاتا ہے۔ یہ web stream تمام موبائل devices پر دیکھی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ جرمنی میں موجود دیگر open TV channels میں ایم ٹی اے جرمن سٹوڈیو کے تیار شدہ پروگراموں کو چلوایا جاتا ہے۔ ایسے open TV چینلز کی تعداد 30 ہے۔

سیکریٹری صاحب سمعی بصری نے بتایا: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے اپریل 2011ء میں ایم ٹی اے انٹرنیشنل کانفرنس کے موقع پر فرمایا تھا کہ: ''ایک نیا جذبہ اور جوش ہر لیول پر نظر آتا ہو۔ کیمرہ مین ہیں، پروڈکشن کے لوگ ہیں، گرافکس کے لوگ ہیں یا اور مختلف شعبے جو ہیں، ٹیلی وژن سے متعلقہ ہر شعبہ کے لوگوں کو تلاش کریں، نوجوانوں کو احمدیوں میں اور مل جائیں گے۔ اور پھر ایک نئے سرے سے، نئے جذبے سے اس ٹیم کو بڑھاتے چلے جائیں اور نئے نئے پروگرام بنائیں۔''

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے اس ارشاد

کو سامنے رکھتے ہوئے شعبہ سمعی بصری جرمنی کے طول و عرض میں ایم ٹی اے کے لئے نئی پروڈکشن ٹیموں کے قیام کے لئے کوشاں ہے۔ بالخصوص جرمنی میں موجود Open TV چینلز جو کہ حکومتی انتظام کے تحت چلنے والے چھوٹے علاقائی ٹیلی وژن سینٹرز ہیں، کی سہولت کو سامنے رکھتے ہوئے شعبہ اولین طور پر ان شہروں میں جہاں یہ Open TV چینلز موجود ہیں، وہاں کی جماعتوں کو ایم ٹی اے کی ٹیمیں تیار کرنے کی طرف توجہ دلا رہا ہے۔ تاہم ضرورت تو اس امر کی ہے کہ ہر جماعت کی اپنی ایم ٹی اے کی ٹیم علیحدہ موجود ہو تا کہ نہ صرف وہاں کی جماعتی ایکٹیویٹیز کو وہ ٹیم خود ریکارڈ کر سکے بلکہ پروگراموں کی تیاری میں مرکزی ٹیم کا ہاتھ بٹا سکے۔ اس سے نہ صرف پروگراموں کی تیاری میں مدد ملے گی بلکہ تمام جماعتوں میں ایسا ماحول قائم ہو سکے گا جہاں ٹیلی وژن پروڈکشن سے متعلقہ تمام شعبہ جات کے لئے ٹیلنٹ خود بخود ابھر کر سامنے آئے گا۔ اس مقصد کے لئے شعبہ سمعی بصری دورہ جات کے دوران حضور انور کی اس ہدایت کو احباب کے سامنے رکھتا ہے اور بعد ازاں باقاعدہ دو روزہ عملی ٹریننگ بھی دیتا ہے۔ ان ٹریننگز میں ایڈیٹنگ، انٹرویوز کرنا، بنیادی کیمرہ ورک، اسکرپٹ تیار کرنا، آواز ڈَب کرنا، پروگرام کو host کرنا اور دیگر بہت سے امور سکھائے جاتے ہیں۔ گزشتہ تقریباً ایک سال کے عرصہ میں ایسی 22 ٹریننگ کلاسز کا انعقاد کیا گیا ہے۔

اس کے بعد ایم ٹی اے جرمن سٹوڈیوز کی مختلف پروڈکشن کے کچھ clips پیش کئے گئے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایات سے نوازا۔

MTA جرمنی کے کارکنان کو
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد فرمایا: امیر صاحب جرمنی نے اپنے ایڈریس میں کہا ہے کہ ایم ٹی اے جرمنی، ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا چھوٹا بھائی یا بچہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ نہ چھوٹا بھائی ہے نہ بچہ ہے۔ بچوں کو بھی خیال آ جاتا ہے کہ ہم جوان ہو رہے ہیں اس لئے تھوڑی باغیانہ روش اختیار کر لیں۔ بھائیوں کو خیال آ جاتا ہے کہ اب شاید ہم اتنے mature ہو گئے ہیں کہ ہم independent ہو جائیں۔ اس لئے ایم ٹی اے جرمنی یا کسی بھی ملک کی ایم ٹی اے ٹیم، ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی ایک برانچ ہے اور ان ہدایات کی پابند ہے جو مرکز سے ملتی ہیں اور اس پیٹرن پر چلنے کی پابند ہے جو ایم ٹی اے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے علم نہیں کہ چیئرمین صاحب ایم ٹی اے انٹرنیشنل وہ ہدایات جو مختلف وقتوں میں دی جاتی ہیں یہاں جرمنی والوں کو بھیجتے رہتے ہیں کہ نہیں؟ مَیں ایم ٹی اے جرمنی کے پروگرامز تو دیکھتا نہیں کیونکہ سمجھ نہیں آتی ہے۔ اس لئے یہاں کی ایم ٹی اے کی ٹیم کے لئے سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ جو بھی پروگرام بنا رہے ہوں اس کی لسٹ مجھے بھجوایا کریں کہ فلاں فلاں پروگرام ہے، اس کا یہ مضمون ہے، اور یہ اس کا سکرپٹ ہے اور اس کو اس طرح پیش کیا جائے گا۔ اور اس پروگرام میں فلاں فلاں لوگ شامل ہوں گے یعنی بچے ہوں گے، عورتیں ہوں گی وغیرہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ وہاں یوکے میں بھی ہدایت ہے کہ انٹرنیشنل ایم ٹی اے پر جو بھی روزانہ پروگرام آتے ہیں یا جو بھی ان کا schedule بنتا ہے وہ مجھے بھجواتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں۔ اس میں جرمنی کا بھی حصہ ہوتا ہے لیکن اس میں کوئی تفصیلات نہیں ہوتیں اس لئے پتہ نہیں لگ سکتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو سٹوڈیوز اب اتنے mature ہو چکے ہیں کہ اپنا پروگرام بنا سکیں جیسا کہ آپ نے ابھی بعض clips دیکھے ہیں۔ تو ان کو چاہئے کہ مہینے کی رپورٹ بھجوایا کریں کہ آئندہ ماہ ہمارے یہ یہ پروگرام ہیں جو ہم نے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کو وہاں سے televise کرنے کے لئے بھیجے ہیں۔ اور یہ پروگرام ہیں جو ہمارے یہاں کے سٹوڈیوز سے پیش کئے جا رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ یہاں پر جو آپ کے سٹوڈیوز بنے ہوئے ہیں ان کے پروگرامز یہاں televise ہوتے ہیں؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جو پروگرامز یہاں ہمارے سٹوڈیوز میں ریکارڈ ہوتے ہیں وہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کو بھجواتے ہیں۔ اور بعض لوکل چینلز پر بھی چلاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو پروگرامز لوکل ٹیلی ویژن پر چلنے ہوتے ہیں ان کے بارہ میں بھی پہلے پلان بن جاتا ہے۔ اس لئے ان پروگرامز کے متعلق بھی بتانا چاہئے تا کہ اس معاملہ میں اگر کوئی ہدایت دینی ہو، کوئی directive دینا ہو، کوئی مشورہ دینا ہو تو آپ کو دیا جا سکے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرا خیال ہے جرمنی کو ایم ٹی اے انٹرنیشنل میں روزانہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ دیا جاتا ہے۔ ایک گھنٹہ میں تو آپ کے سارے پروگرامز پیش نہیں ہو سکتے۔ ابھی جو آپ نے clips دکھائے ہیں اس میں سے کتنے پروگرام ایم ٹی پر دکھائے جا چکے ہیں؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بتایا گیا کہ ان میں سے کچھ دکھائے گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دوسرا جو عورتوں کے پروگرام بن رہے ہیں ان میں میری ایک standing ہدایت ہے کہ عورتوں کے close up نہ ہوں۔ یہاں آپ کے کیمرہ مین کو ہدایت ہونی چاہئے۔ جو پروگرام آپ نے مجھے دکھائے ہیں، یا کم از کم جو clips دکھائے ہیں ان میں مَیں نے دیکھا ہے کہ close ups نہیں ہیں۔ لیکن ایک آدھ جگہ آ بھی گئے ہیں۔ میں احمدی عورتوں کی بات کر رہا ہوں کیونکہ جہاں تک احمدی عورتوں کا سوال ہے تو وہ اپنے آپ کو پردہ میں رکھتی ہیں۔ جو پروگرام بچوں یا عورتوں کے لئے ریکارڈ ہو رہے ہیں، ان میں اتنا فاصلہ ہو کہ پتہ ہو کہ پروگرام ہو رہا ہے لیکن اتنا close up نہ ہو کہ شکلیں بالکل صاف واضح ہوں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ پہلے وہاں یوکے میں بعض ایسے پروگرام آ رہے تھے لیکن اب ان کو ہٹا دیا گیا ہے سوائے ان چند پروگراموں کے جن میں بوڑھی خواتین حصہ لے رہی ہیں۔ جس میں real talk ہے اور بعض دوسرے پروگرامز بھی ہیں۔ اور ویسے بھی وہ اتنی عمر کی ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ پردہ میں relaxation کی اجازت دے دیتا ہے۔ لیکن بہرحال لڑکیوں کے جو پروگرام ہیں ان میں زیادہ close up نہیں ہونے چاہئیں۔ کیمرہ مین جب کیمرہ سے capture کر رہے ہوتے ہیں یا filming کر رہے ہوتے ہیں تو ان کو یہ باتیں نوٹ کرنی چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جتنے پروگرام بنتے ہیں وہ televise کرنے چاہئیں۔ ان پروگراموں کے جو clips دکھائے ہیں ان میں کئی مجھے اچھے اور معیاری لگ رہے تھے۔ لیکن میں نے دیکھا نہیں کہ کبھی یہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر آئے ہوں۔ اگر نہیں آئے اور آپ کے خیال میں معیاری ہیں تو پھر آپ کو بار بار ایم ٹی اے انٹرنیشنل کو یاددہانی کروانی چاہئے تا کہ یہاں کے احمدی احباب بھی ان پروگرامز کو دیکھ سکیں۔ اور اس کے لئے announcement بھی ہونی چاہئے کہ فلاں دن فلاں فلاں پروگرام آئے گا۔ باقاعدہ پروگرام کا اشتہار دے کر بتایا جائے کہ ایک گھنٹہ جرمن پروگرام کا وقت ہے اور فلاں وقت میں یہ پروگرام دکھایا جائے گا۔ یہاں جرمنی میں رہنے والے لوگوں، جرمن سمجھنے والوں اور یورپ کے مختلف ملکوں میں رہنے والوں کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کس وقت کیا پروگرام آ رہا ہے۔ حالانکہ بعض معیاری پروگرام بھی ہیں اور ان کی ضرورت بھی ہے۔ تو اس لئے ہر ایک احمدی کے علم میں یہ پروگرامز آنے چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسی طرح یہ بھی دیکھنا ہے کہ خطبات ہیں یا مرکزی فنکشن ہیں ان کو کس حد تک جرمن پروگرامز میں شامل کیا جاتا ہے اور ان کے تراجم کر کے دکھائے جاتے ہیں۔ تو اللہ کے فضل سے کافی پروگرام آپ بنا رہے ہیں لیکن میرا تأثر یہ ہے کہ ان کو دیکھا نہیں جاتا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ باقاعدہ اس کی announcement نہیں ہوتی، پہلے اشتہار نہیں دیا جاتا۔ ایک ہفتہ یا دس دن کے بعد اگر ایک پروگرام آ رہا ہے تو مستقل اس عرصہ کے دوران announcement ہونی چاہئے کہ فلاں وقت میں فلاں جرمن پروگرام آئے گا اور وہ اس عمر کے لوگوں سے تعلق رکھنے والا ہے۔

بچوں کے پروگرامز کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ لوگوں کی ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ساتھ اتنی co-ordination ہونی چاہئے آپ کے علم میں ہو کہ بچوں کے پروگرام فلاں دن آیا کریں گے تا کہ بچوں کو پتہ ہو کہ فلاں دن فلاں پروگرام آ رہا ہے۔ اگر یہ co-ordination نہیں ہے تو پھر میرے علم میں آنا چاہئے۔ یہ نہیں کہ haphazardly جس دن جو چاہا پروگرام لگا دیا۔ یا پھر ایم ٹی اے انٹرنیشنل کو جب کوئی شیڈول میں slot ملا، یا جس دن ان کو خیال آیا کہ اور کوئی پروگرام نہیں ہے تو یہ لگا دو۔ یہ درست نہیں ہے بلکہ باقاعدہ ایک پلاننگ ہونی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: چاہے اپنے آپ کو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا بچہ سمجھ کر ان کے ساتھ co-ordination کریں یا بھائی سمجھ کر یا برانچ سمجھ کر کریں لیکن بہرحال جب تک آپس کی co-ordination نہیں ہو گی تو ان پروگراموں کا فائدہ نہیں ہو گا۔ یعنی یہ پروگرامز اتنے fruitful نہیں ہو سکتے جتنے fruitful ہونے چاہئیں۔ اگر باقاعدہ پلان ہو کہ ہفتہ کے روز جرمن وقت کے مطابق فلاں پروگرام نشر ہو گا، اتوار کو فلاں پروگرام نشر ہو گا۔ Monday کو فلاں پروگرام ہو گا، Tuesday کو فلاں پروگرام ہو گا۔ تو اس طرح ہر ایک اپنے اپنے interest کے مطابق دیکھ سکتا ہے اور اس کے مطابق آپ شیڈیولنگ کریں گے۔ پروگرامز کو fruitful بنانے کا یہی طریقہ ہے ورنہ ان کا فائدہ نہیں ہو گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کبھی سروے (survey) کریں تو میرا نہیں خیال کہ یہاں کی نوجوان نسل یعنی جو یہاں پل بڑھ رہی ہے اس میں سے دس فیصد بھی ایم ٹی اے پر جرمن پروگرام دیکھتے ہوں۔ مختلف نیوز چینلز بھی اپنے پروگراموں کا سروے کرتے ہیں۔ وہاں یوکے میں بھی کسی پروگرام کے متعلق بعض اوقات میں ایم ٹی اے والوں سے کہتا ہوں کہ مختلف ملکوں سے data لے کر مجھے بتاؤ کہ اس پروگرام کو کتنے لوگوں نے دیکھا ہے۔ اور دنیا کے مختلف ملکوں کے کون کون سے پرائم ٹائم (Prime Time) ہیں کہ جس میں وہ ملک چاہتا ہے کہ ان کا پروگرام آئے۔ تو اس لحاظ سے بھی ایک باقاعدہ پلان ہونا چاہئے۔ اردو، انگلش اور فرنچ کے پروگرام پلان کر کے لگائے جاتے ہیں کیونکہ یہ زبانیں دنیا میں زیادہ بولی جاتی ہیں۔ لیکن جرمن زبان کے پروگراموں میں بھی اس قسم کی باقاعدہ پلاننگ ہونی چاہئے کہ کون کون سے پروگرام آنے چاہئیں۔ اور ان میں پھر فیڈ بیک لینی چاہئے کہ فلاں فلاں پروگرام آئے، ان کو اتنے لوگوں نے دیکھا۔ اتنے لوگوں نے پسند کیا اور اس کی improvement کے لئے فلاں فلاں مشورے دیئے۔ جب تک کسی پروگرام کی فیڈ بیک نہیں آتی آپ کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ آپ نے اپنے پروگراموں کو کس طرح improve کرنا ہے۔ آپ کی نظر میں بڑے اچھے پروگرام ہیں لیکن کیا لوگوں کے مزاج کے مطابق ہیں کہ نہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر ایم ٹی اے کا ایک رول بھی ہے کہ جو جماعت احمدیہ کا ایک مزاج ہے اس کو ساری دنیا میں قائم کیا جائے۔ چاہے وہ فرنچ بولنے والا ہے، اردو بولنے والا ہے، انگلش بولنے والا ہے، عربی بولنے والا ہے، یا جرمن بولنے والا ہے اس مزاج کو قائم رکھا جائے۔ اس کے لئے ہمارے پروگراموں میں ایک uniformity ہونی چاہئے جو ہر جگہ نظر آ رہی ہوتا کہ تربیتی لحاظ سے بھی ایم ٹی اے اپنا رول ادا کر سکے جو کہ اس کا اصل مقصد ہے۔ تبلیغی لحاظ سے بعض ملکوں میں بعض باتیں مختلف ہو سکتی ہیں لیکن تربیتی لحاظ سے ایک مزاج پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس میں ایم ٹی اے ایک بڑا رول ادا کر سکتا ہے۔ اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کے پاس یہ انفارمیشن تو نہیں ہے کہ کتنے جرمن پروگرام ایم ٹی اے پر دکھائے گئے اور اگر دکھائے گئے تو اس پر یہاں کے viewers نے کیا تبصرہ کیا؟ کس عمر کے لوگوں کے لئے کس قسم کے پروگرام ہیں؟ پھر بچوں کو سمجھانے کے لئے، پڑھانے کے لئے، علم دینے کے لئے کون سے پروگرام بننے چاہئیں؟ اور یہ کہ ایک پروگرام بن گیا اور پھر چھ مہینے کوئی پروگرام نہ آیا۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہم نے یہاں نئی نسل کو، بچوں کو بھی سنبھالنا ہے، نوجوانوں کو بھی سنبھالنا ہے اور بڑوں کے لئے بھی انتظام رکھنا ہے۔ تو ہر ایک کے مزاج کے مطابق پروگرامز ہوں۔ دن پتہ ہو، وقت پتہ ہو اور ان میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے باقاعدہ جماعتوں کے ذریعہ سے اعلان ہو۔ گراس رُوٹ لیول تک ہمار جماعتی اور ذیلی تنظیموں کا ایک نظام ہے۔ اگر اس نظام کے باوجود ہم گراس روٹ تک یہ بات نہیں پہنچاتے کہ اس مہینہ کے جرمن پروگراموں کا یہ شیڈول بنا ہے اور فلاں فلاں وقتوں پر یہ پروگرام آئیں گے تو لوگ ان کی طرف توجہ نہیں کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب ایم ٹی اے کے پروگراموں کی طرف توجہ پیدا ہو گی تو

پھر یہاں کے جو لوکل چینلز ہیں جو وقت ضائع کرنے کے لئے یا اخلاق تباہ کرنے کے لئے دیکھے جاتے ہیں کی طرف توجہ کم ہوتی چلی جائے گی۔ بہرحال یہ ہمارا کام ہے کہ جب ایک طرف ہم اپنے بچوں کو روکتے ہیں کہ فلاں پروگرام نہ دیکھو تو اس معیار کے مطابق اس پروگرام کا متبادل دینا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ اگر ہم اس کا متبادل نہیں دیں گے تو پھر صرف ایک frustration پیدا کر رہے ہوں گے۔ تو اس لحاظ سے بہت کوشش کی ضرورت ہے اور توجہ کی ضرورت ہے۔ ایک محنت کی ضرورت ہے۔ آپ کی ماشاء اللہ اتنی بڑی ٹیم ہے۔ سارے ملک میں پھیلی ہوئی ہے۔ کچھ کام کرنے والے ہیں، کچھ پروڈیوسرز ہیں، کچھ کیمرہ مین ہیں، کچھ یہاں کام کرتے ہیں، کچھ مختلف جگہوں پر کام کرتے ہیں۔ اس طرح ہر جگہ آپ کی پبلسٹی کے لئے ایک ٹیم لوکل لیول پہ بھی موجود ہو جو فیڈ بیک لے رہی ہو کہ جہاں جہاں جماعت ہے وہاں ان پروگراموں کو دیکھنے کے بعد لوگوں کے کیا تاثرات ہیں؟ اور پھر یہ بھی دیکھیں کہ کتنے فیصد لوگ پروگرام دیکھتے ہیں۔ تو یہ چند باتیں تھیں جو میں نے کہنی تھیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

فرمایا کہ اگر کسی دوست نے کوئی سوال پوچھنا ہو تو پوچھ سکتا ہے۔

......اس کے بعد ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بتایا کہ جرمنی میں MTA2 کی لائیو سٹریمنگ نہیں ہوتی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ لوگوں کا کام ہے کہ آپ مرکز کو بتائیں۔ لائیو سٹریمنگ کیوں نہیں آتی؟ کیا وجوہات ہیں؟ کوئی ٹیکنیکل وجوہات ہیں؟ میرا تو خیال ہے ہر پروگرام جو آرہا ہوتا ہے اس کی لائیو سٹریمنگ ہو رہی ہوتی ہے۔ اگر MTA2 کی نہیں ہے تو اپنی requirement بھیجیں کہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لیکن یہ جو آپ کا شام کے وقت پرائم ٹائم ہے جب ایم ٹی اے پر جرمن پروگرام آتے ہیں تو اس وقت بچے کیا گھروں سے باہر ہوتے ہیں؟ یا handy پہ دیکھ رہے ہوتے ہیں؟ بچوں کو چاہئے کہ گھر بیٹھ کر دیکھیں۔ بہرحال لائیو سٹریمنگ بھی کر کے دیکھ لیں گے لیکن اس کے لئے مسلسل محنت کی ضرورت ہے۔ بچوں اور نوجوانوں کو توجہ بھی دلائی جائے کہ وہ ایم ٹی اے پر جرمن پروگرام زیادہ دیکھیں اور پھر فیڈ بیک بھی ہو۔

......پھر ایک ٹرکش جرمن دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ انہوں نے لائیو ٹرکش پروگرام شروع کیا ہے اس کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے اور پروگرام کامیاب کرے۔

......ایک نوجوان نے کہا کہ جرمنی میں ایم ٹی اے پروگراموں کی پروموشن نہیں کی جاتی۔ **اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** آپ نے اس کو کتنا advertise کیا ہے؟ کبھی اس بارہ میں کوئی لیف لیٹنگ کی ہے، کبھی کوئی اخبار میں اشتہار وغیرہ دیا ہے کہ فلاں شہر میں اس فریکوئنسی پہ ڈش کے اوپر فلاں وقت یہ پروگرام آئے گا؟ یہ تو مسلسل ایک کوشش ہے۔ آپ کو مسلسل محنت کرنا ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں کئی دفعہ مثالیں دے چکا ہوں کہ بسکٹ بیچنے والی کمپنی ہے وہ بسکٹ بنانا شروع کرتی ہے تو اتنے اشتہار دیتی ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ اس کے بعد کہیں جا کر اس کے بسکٹ بکنے شروع ہوتے ہیں۔ تو ہم نے ایم ٹی اے یا جو بھی چیز دنیا کو مہیا کرنی ہے اس کے لئے پہلے دنیا کو بتانا ہوگا کہ یہ یہ پروگرام آرہا ہے اور فلاں جگہ اور فلاں وقت پر آرہا ہے اس کی طرف توجہ کرو۔ خدام الاحمدیہ نے اگر ساڑھے سات لاکھ فلائر تقسیم کر دیا تو کیا ان ساڑھے سات لاکھ لوگوں تک پیغام پہنچ گیا؟ ساڑھے سات لاکھ فلائر تقسیم کرنے کے بعد خاموشی ہوگئی۔ اب دیکھیں کہ کوئی بھی کمپنی جب اشتہار دیتی ہے تو ایک دفعہ اشتہار دینے کے بعد خاموش تو نہیں ہو جاتی۔ ٹی وی پر ایک سیکنڈ کے لئے، دو سیکنڈ کے لئے، اخباروں میں، مختلف دنوں میں مختلف وقتوں میں آتے رہتے ہیں تا کہ لوگوں کو توجہ رہے۔ تو یہاں پبلک کو توجہ دلانے کے لئے پہلے تو آپ مستقل اس کی پبلسٹی کریں، اس کا اشتہار دیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر یہ دیکھنا ہے کہ کس حد تک اشتہار دے سکتے ہیں، کس حد تک ہم afford کر سکتے ہیں۔ آپ کے مختلف چینلز یا پرائیویٹ چینلز جن سے آپ پروگرام بنواتے ہیں ان کے چینلز پر نیچے script لکھی ہوئی آجائے یا وہاں announce ہو جائے کہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل بھی ایک چینل ہے جس پر اسلام کے بارہ میں مستقل جرمن پروگرام فلاں وقت پہ آتا ہے تو لوگوں کو توجہ پیدا ہوتی ہے۔ جب تک مسلسل کوشش نہیں کریں گے تو لوگوں کو کس طرح توجہ پیدا ہوگی۔ کس طرح awareness ہوگی؟ پھر اخباروں میں مختلف وقتوں میں جب آپ کی جماعتی خبریں دی جاتی ہیں تو اس میں ایم ٹی اے کے بارہ میں بھی لکھا جائے۔ تو اس کو پروموٹ کرنا آپ لوگوں کا یہاں کی لوکل اتھارٹیز کا کام ہے کہ کس طرح کیا جائے۔ ایک چیز کو ایک دفعہ کر کے بیٹھ جانے سے تو کچھ نہیں ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لوگوں کی بات تو چھوڑیں۔ آپ صرف یہ جائزہ لیں کہ ایک گھنٹہ کا ایم ٹی اے کا پروگرام جو روزانہ آتا ہے اس کو کتنے percent احمدی دیکھتے ہیں؟ پہلے اپنے اندر پروموٹ کریں۔ میرا نہیں خیال کہ دس percent بھی دیکھتے ہوں گے۔ پہلے اس کو پچاس percent تک لائیں پھر باہر والوں کا سوچیں۔ ہر لیول پر، ہر جماعت میں سیکرٹری سمعی و بصری بنے ہوئے ہیں یہ ان کا کام ہے کہ اپنے اپنے حلقوں میں اس طرف توجہ دلائیں۔ ہر تنظیم کا بھی کام ہے وہ اپنے ممبران کو توجہ دلائے۔ ہمارا ایک طرف تو یہ claim ہے کہ ہم بڑے آرگنائز ہیں، ہمارا سارا کام systematic ہے۔ ہر لیول پر ہم کام کرتے ہیں۔ صرف کہہ دینے سے تو دنیا کو پتہ نہیں لگے گا جب تک ہم خود کر کے نہ دکھائیں۔ تو اس لئے آپ اپنے عہدیداروں کو توجہ دلائیں۔ سیکرٹری سمعی بصری صاحب بیٹھے ہیں۔ یہ اپنے respective سیکرٹریانِ سمعی بصری کو توجہ دلائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے: MTA پر ہم لاکھوں پاؤنڈز خرچ کرتے ہیں اور اس کے باوجود اگر کوئی نتیجہ نہ نکلے تو کوئی فائدہ نہیں۔ بڑے تو کسی حد تک سن لیتے ہیں، فائدہ اُٹھا لیتے ہیں لیکن ان ملکوں میں جو نئی نسل پل بڑھ رہی ہے، بچے ہیں یا جو جوان ہو رہے ہیں ان کے لئے ایک تو ان کے مزاج کے مطابق پروگرام آئیں اور پھر ہر لیول پر، ہر سطح کی آرگنائزیشن کے ذریعہ سے توجہ دلائی جائے کہ اس خاص وقت میں جرمن پروگرام ہی گھروں میں سنا جائے۔

......ایک نوجوان نے سوال کیا کہ یوٹیوب پر بھی ہمارا ایک چینل ہے۔ کیا ہمیں اس کو مزید optimize کرنا چاہئے یا پھر جو لوکل ویڈیو سٹریمنگ کی sites ہیں ان کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے؟ **اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** بعض لوگوں کے پاس access نہیں ہے۔ یہاں کیبل چلتی ہے اور کیبل پر ہمارا ایم ٹی اے نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر کیبل والوں سے بات کی جائے کیونکہ کیبل پر جو مختلف چینلز چل رہے ہیں ان میں سے جو بھی چینل کیبل پر ڈالا جاتا ہے وہ چینلز کیبل والوں سے ایک رقم وصول کرتے ہیں۔ تو بعض علاقوں میں ایم ٹی اے ڈالنے کے لئے بات کی جائے تو ہوسکتا ہے کہ آپ کو ایسے کیبل ڈسٹری بیوٹرمل جائیں جو آپ کے چینل کو ڈال لیں۔ دوسرے یوٹیوب پر جو ہمارے پروگرام آتے ہیں، یا سٹریمنگ کے ذریعہ سے آتے ہیں وہ اسی لئے شروع کئے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی ان پروگراموں تک access ہو جائے۔ تو جن کے پاس ڈش نہیں ہے ان کو چاہئے کہ وہ یوٹیوب پر دیکھ لیں۔ اب تو ایسے gadgets بن گئے ہیں جن کو آپ انٹرنیٹ کے ساتھ لگا دیتے ہیں اور آپ وہ پروگرام جو انٹرنیٹ پر دیکھ سکتے ہیں ٹیلی ویژن پر بھی دکھا سکتے ہیں۔ تو اگر وہ پروگرام ٹیلی ویژن پر دیکھ لیں تو ساری فیملی دیکھ سکتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر لیول پر ہر جگہ ہمیں اس کو پروموٹ کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ یہ ہمارے پروگرام ہیں اور ان کے دیکھنے کے لئے یہ یہ ذرائع ہیں۔ یہ کہنا کہ فلاں چیز کو ہم optimize کریں اور فلاں کو چھوڑ دیں، صحیح نہیں ہے۔ جو چینل ہو یا سٹریمنگ ہو، یوٹیوب ہو یا جو بھی چیز ہے اس کو ہم نے maximum لیول پر optimize کرنا ہے۔ اس کے لئے کوشش کرنی ہے تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب مثلاً یہاں کا مجھے نہیں پتہ لیکن یو کے سمیت بعض ملکوں میں بعض فلیٹس میں آپ ڈش نہیں لگا سکتے جب تک ہمسایوں کی منظوری نہ ہو۔ تو پھر ایسی جگہوں پر لوگ انٹرنیٹ پر دیکھتے ہیں۔ ہر کام اسی لئے شروع کیا گیا ہے کہ ہر لیول پہ اس کو کسی نہ کسی طرح لوگوں تک پہنچا دیا جائے۔ اس کے لئے آپ نے اپنی maximum کوشش کرنی ہے۔

......برلن سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ برلن میں ایک عرصہ سے کوشش کر رہے ہیں کہ مستقل بنیادوں پر ہمارے پروگرام ریکارڈ ہو سکیں۔ اس کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

......اس کے بعد ایک نوجوان نے تجویز پیش کی کہ ایم ٹی اے والوں کو علماء کے ساتھ پبلک places پر جا کر سوال و جواب پیش کرنے چاہئیں جس کی پہلے پبلسٹی کی جائے اور لوگوں کو بتایا جائے کہ فلاں جگہ پر پروگرام ہوگا۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا: اصل میں بات یہ ہے کہ یہاں جرمن لوگوں کا اپنا ایک مزاج ہے اور یہ لوگ زیادہ پسند کرتے ہیں کہ یہاں کے جرمن بولنے والے نوجوان جن کی زبان شستہ، ستھری اور صاف ہو وہ پروگرام پیش کریں۔ اور اللہ کے فضل سے جامعہ احمدیہ کے لڑکے جو جرمن زبان جانتے ہیں وہ جرمن زبان جاننے

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

شانِ محمود۔ بشارت الٰہیہ کی روشنی میں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 16 فروری 2010ء میں مکرم نذیر احمد سانول صاحب کے قلم سے شائع ہونے والے ایک مضمون میں الٰہی بشارتوں کی روشنی میں حضرت مصلح موعودؓ کی بلند شان بیان کی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اس مَہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اِک عالَم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اِک دل کی غذا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِی

آسمانی کتابوں، الٰہی نوشتوں، ربانی صحیفوں، انبیاء عظام کی پیشگوئیوں، اولیاء اللہ کے الہاموں، صلحاء کرام کے کشوف اور بزرگان کی بشارات میں حضرت امام آخرالزمان کے ارفع مقام اور عظیم الشان فرزند کے تولد، مقام و مرتبہ اور کارناموں کی خوشخبریاں دی گئی ہیں جو امتداد زمانہ کے باوجود قدیم کتب میں کسی نہ کسی شکل میں موجود و محفوظ چلی آرہی ہیں تا آنکہ مصلح موعود نے اپنے مقررہ مبارک وقت پر عین علامات کے مطابق جنم لیا اور اپنے مقدس وجود باجود کے اندر تمام موعودہ صفات و کمالات کو ظاہر کیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم (سورۃالجمعہ:4,3) میں فرماتا ہے: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

اس آیت کریمہ کی وضاحت میں حضرت ابوہریرہؓ روایت بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اس موقع پر آپؐ پر سورۃ الجمعہ نازل ہوئی۔ مَیں نے پوچھا یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ ہم نے تین دفعہ سوال کیا اور ہم میں سلمان فارسیؓ بھی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی پر رکھا پھر فرمایا: اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا جائے تو ان میں سے کچھ مرد یا ایک مرد اسے واپس لے آئے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ اس حدیث کے حوالہ سے فرماتے ہیں: ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ دین جب خطرہ میں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے اہل فارس میں سے کچھ افراد کو کھڑا کرے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ ان میں سے ایک فرد تھے اور ایک فرد مَیں ہوں لیکن رجال کے ماتحت ممکن ہے کہ اہل فارس میں سے کچھ اور لوگ بھی ایسے ہوں جو اسلام کی عظمت قائم رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے کھڑے ہوں‘‘۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے، وہ شادی کریں گے اور ان کو اولاد دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی ایک بیٹے کی ولادت کے بارہ میں جو عظیم الشان خوشخبری دی گئی اسے حضور علیہ السلام نے 1886ء میں شائع فرمادیا جس کے مطابق حضرت مصلح موعودؓ 12؍جنوری 1889ء کو پیدا ہوئے۔

حضرت غلام حسین صاحبؓ کا حلفیہ بیان ہے کہ ’’خاکسار کو رؤیا میں دکھایا گیا کہ چاند آسمان سے ٹوٹ کر حضرت امّاں جان کی جھولی میں آپڑا ہے۔ پھر دوسری رؤیا میں دکھایا گیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے بعد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ہوں گے۔ ان کی نصرت ہوگی اور ان پر وحی بھی نازل ہوگی۔ یہ دونوں خوابیں مَیں نے لکھ کر حضرت خلیفہ اوّل کے حضور بھیج دیں۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ آپ کی خوابیں مبارک ہیں۔ پھر جب میں قادیان جلسہ سالانہ پر گیا تو علیحدگی میں بندہ نے روبرو میاں عبدالحیٔ صاحب مرحوم حضرت خلیفہ اول سے عرض کیا کہ یا حضرت! جو خوابیں میں نے آپ کو تحریر کی تھیں ان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے بعد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ہوں گے۔ حضرت خلیفہ اولؓ اور میاں عبدالحیٔ صاحب مرحوم چارپائی پر بیٹھے تھے اور مَیں نیچے پیڑھی پر بیٹھا تھا۔ حضور نے جھک کر مجھ کو فرمایا: ’’اسی لئے تو اس کی ابھی سے مخالفت شروع ہوگئی ہے‘‘۔ مَیں نے عرض کیا یا حضرت! سچے کا نشان بھی یہی ہوتا ہے کہ اس کی مخالفت ہو؟ آپؓ نے فرمایا ہاں! سچے کا یہی نشان ہوتا ہے‘‘۔

حضرت امام یحیٰ بن عقبؒ پانچویں صدی ہجری میں بلند پایہ بزرگ گزرے ہیں۔ آپ نے اپنی نظم میں آخری زمانے میں نمودار ہونے والے انقلابات کا ذکر کرتے ہوئے مسیح موعود کی بعثت اور آپ کے موعود فرزند کی پیدائش کی خبر دی ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں: مَیں نے اسرار سے عجیب حالات و اسباب مطالعہ کئے ہیں جن کو میں اپنے اس کلام میں ظاہر کرتا ہوں۔ آسمان پر ایک بہت بڑا ستارہ ظاہر ہوگا جس کی دُم ہوا کی طرح بلند ہوگی۔ یہ نشان فرنگیوں کے غلبہ کے زمانے میں ظاہر ہوں گے۔ جو اس زمانے میں دریاؤں کے ساحلوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں تک کے مالک ہوجائیں گے اور یہ علامات اس بات کی دلیل ہوں گی کہ مہدی کا ظہور ہوگیا ہے۔ وہ تمام شہروں کا مالک ہوجائے گا۔ پہاڑوں میں رہنے والے وحشی اس سے محبت رکھیں گے اور شہروں کے باشندے اس کی اطاعت قبول کریں گے۔ وہ کفر اور ضلالت کو دنیا سے نابود کردے گا اور اپنے ساتھ ایسے زبردست دلائل اور براہین لے کر آئے گا کہ ان لوگوں کے کمال کا اعتراف کرنا پڑے گا‘‘۔ اور پھر ’’اس کے بعد محمود ظاہر ہوگا جو ملک شام کو بغیر جنگ کے فتح کرے گا۔ شام کے قلعے اس کی اطاعت قبول کریں گے اور وہ اپنے مال کو بے حساب اور ہر حالت میں خرچ کرتا رہے گا‘‘۔

حضرت مصلح موعودؓ کا نام نامی اسم گرامی خود اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمایا۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے۔ ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ محمود۔ تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر 1888ء ہے اور یہ اشتہار مورخہ یکم دسمبر 1888ء ہزاروں آدمیوں میں شائع کیا گیا اور اب تک اس میں سے بہت سے اشتہارات میرے پاس موجود ہیں‘‘۔

حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ ایک بلند پایہ باکمال اہل اللہ ولی کامل گزرے ہیں۔ آپ اپنا ایک کشف اس طرح بیان فرماتے ہیں: ’’ایک دن میں مسجد احمدیہ پشاور میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے پاس مکرمی میاں شمس الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ پشاور بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھ پر اچانک کشفی حالت طاری ہوگئی۔ میں نے دیکھا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تشریف لائے ہیں۔ آپ کا دل مجھے سامنے نظر آرہا ہے جس میں کئی روشن سورج چمک رہے ہیں جن کی چمک اور روشنی بڑے زور کے ساتھ ہمارے اوپر پڑ رہی ہے۔ آپ کے دل کے سامنے میرا دل ہے جس میں بلب کی روشنی کے برابر روشنی نظر آتی ہے۔‘‘

حضرت مصلح موعودؓ زیارت نور ربّانی کے سلسلہ میں اپنا ایک کشف تفسیر کبیر میں یوں بیان فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اصلاح خلق کے لئے مبعوث فرماتا ہے وہ انہیں اپنے انوار اور تجلیات کا جلوہ گاہ بناتا ہے اور یہ نور بعض دفعہ ظاہری طور پر متمثّل ہوکر دوسرے لوگوں کو بھی نظر آجاتا ہے تاکہ سعید الفطرت انسان اس سے فائدہ اٹھائیں اور وہ اپنے قلوب میں تغیر پیدا کریں۔ خود مجھے بھی اللہ تعالیٰ کا نور بعض دفعہ تمثّل کے طور پر دکھائی دیا ہے۔ چنانچہ 1910ء یا 1911ء کا واقعہ ہے کہ مجھے بخار ہوگیا اور ساتھ ہی مجھے اپنی ران میں شدید درد ہونے لگا۔ چونکہ ان دنوں طاعون سے بعض اموات ہورہی تھیں۔ مجھے وہم ہوا کہ کہیں یہ طاعون ہی نہ ہو۔ چنانچہ میں نے اپنے کمرے کا دروازہ بند کرلیا اور سوچنے لگا کہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ اسی اثناء میں جبکہ میری آنکھیں کھلی تھیں مَیں درودیوار کو دیکھ رہا تھا اور مجھے اپنے کمرہ کی تمام چیزیں نظر آرہی تھیں۔ میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک سفید اور نہایت چمکتا ہوا نور ہے جو میرے کمرے کے نیچے سے نکل رہا ہے اور آسمان کی طرف چھت پھاڑ کر جا رہا ہے۔ نہ اس کی کوئی ابتدا معلوم ہوتی ہے اور نہ انتہا۔ اس کے بعد مَیں نے دیکھا کہ اس نور میں سے ایک ہاتھ نکلا ہے جس میں ایک سفید چینی کا پیالہ ہے اور اس پیالہ میں دودھ بھرا ہوا ہے۔ اس ہاتھ نے وہ پیالہ مجھے پکڑا دیا اور میں نے وہ دودھ پی لیا۔ جب میں وہ دودھ پی چکا تو میں نے دیکھا کہ نہ تو کوئی درد ہے اور نہ بخار بلکہ میں اچھا بھلا ہوں اور مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے‘‘۔

پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ ’’دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ‘‘ کی توضیح کرتے ہوئے حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ فرماتے ہیں کہ مکرم ماسٹر نعمت اللہ خانصاحب گوہر مجھے فرمانے لگے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ’’دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ‘‘ المصلح الموعود کے لئے بطور علامت کے ہے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی پیدائش ہفتہ یعنی شنبہ کے دن ہوئی اور آپ خلیفہ بھی ہفتہ کے دن ہوئے اور دوشنبہ یعنی سوموار سے آپ کا کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ پس آپ کس طرح مصلح موعود ہوئے۔ مَیں نے کہا کہ آپ نے تو اپنی تشریح سے ثابت کردیا ہے کہ سیدنا حضرت محمود مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ جب حضور کی ولادت شنبہ کو ہوئی اور آپ مسند خلافت پر بھی شنبہ کے دن بیٹھے تو یہ دو مبارک شنبہ ہوئے۔ ایک شنبہ ولادت کا اور دوسرا شنبہ خلافت کا اور یہ دونوں دن ہی باعث صد مبارک اور مسرت ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 1936ء کی مجلس مشاورت پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’میں اس لئے ہی خلیفہ نہیں ہوں کہ حضرت خلیفہ اولؓ کی خلافت کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہوکر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اولؓ کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے‘‘۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 7؍جنوری 2010ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں احمدی ماؤں کو گھر میں سکون کے حوالہ سے اہم نصائح بہت عمدہ پیرایہ میں کی گئی ہیں۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

جن پیروں کے نیچے جنت ، سر پر ایک رِدا
جسم ڈھکا ہے ، آنکھیں نیچی ، دل میں سوز بھرا
جن کی خُو تسلیم و رضا ہے ، جن کا کام وفا
جن کے وقت کا اِک اِک لمحہ دیں کے لئے ہے فدا
جن کے سُندر مکھڑوں پر تقدیس کا گہنا ہے
اُن ماؤں سے آج مجھے کچھ عرشیؔ کہنا ہے

گھر کو ایسا جذب و کشش دو گھر جنت بن جائے
گھر محور ہو ، گھر منزل ہو ، نہ کہ ایک سرائے
شوہر ہو یا بیٹا ہو وہ سیدھا گھر کو آئے
گھر کی جنت میں آ کر وہ سچی راحت پائے
دنیا کے مت پیچھے دوڑو اس میں صرف زِیاں
پھول کہاں سے مہکیں گے جب گھر کے بیچ خزاں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
1st March 2013 – 7th March 2013

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 1st March 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	Inauguration of Baitul Aman Mosque in Hayes, London: Address delivered to locals and dignitaries by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Recorded on 4th March 2012.
02:30	Japanese Service
02:45	Tarjamatul Qur'an Class: Rec. on 8th July 1996.
03:45	Aaina
04:10	Quranic Archaeology
04:50	Liqa Ma'al Arab: recorded on 12th October 1995.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Jalsa Salana USA 2012: An address delivered by Huzoor from the Ladies Jalsa Gah on 30th June 2012.
08:05	Siraiki Service
08:25	Rah-e-Huda
10:00	Indonesian Service
11:10	Fiq'ahi Masa'il
11:45	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:00	Seerat-un-Nabi (saw)
13:00	Live Friday Sermon
14:15	Yassarnal Qur'an
14:40	Bengali reply to Allegations
15:45	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana USA 2012 [R]
19:30	Real Talk: Matrimonial Issues
20:25	Fiq'ahi Masa'il
21:00	Friday Sermon
22:15	Rah-e-Huda

Saturday 2nd March 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:35	Yassarnal Qur'an
01:15	Jalsa Salana USA 2012
02:10	Friday Sermon: recorded on 1st March 2013
03:20	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 17th October 1995.
06:00	Tilawat
06:10	Al-Tarteel
06:45	Khuddam ul Ahmadiyya UK Ijtema 2009: Address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 27th September 2009.
07:35	International Jama'at News
08:05	Question & Answer Session: Rec. 16/02/1997.
09:40	Indonesian Service
10:40	Friday Sermon: Recorded on 1st March 2013
11:55	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:05	Story Time
12:30	Al Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Kuch Yaadain Kuch Baatain
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al Tarteel
18:00	MTA World News
18:25	Khuddam ul Ahmadiyya UK Ijtema 2009 [R]
19:20	Faith Matters
20:15	International Jama'at News
20:45	Rah-e-Huda [R]
22:20	Story Time [R]
22:45	Friday Sermon [R]

Sunday 3rd March 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:30	Khuddam ul Ahmadiyya UK Ijtema 2009
02:25	Story Time
02:55	Friday Sermon [R]
04:05	Kuch Yaadain Kuch Baatain
04:55	Liqa Ma'al Arab: recorded on 18th October 1995.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Qur'an
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class
08:05	Faith Matters
09:05	Question and Answer Session (English): recorded on 22nd February 1998.
10:00	Indonesian Service
11:05	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered on 30th March 2012.
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Friday Sermon [R]
14:10	Bengali Reply to Allegations
15:20	Kasauti
16:00	Press Point
17:00	Kids Time
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class
19:35	Real Talk
20:25	Food For Thought: Water
21:00	Press Point
22:05	Friday Sermon: Recorded on 1st March 2013
23:10	Question and answer session (English) recorded on 22nd February 1998.

Monday 4th March 2013

00:05	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Qur'an
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class
02:30	Food For Thought: Water
03:05	Friday Sermon: Recorded on 1st March 2013
04:10	Real Talk
04:55	Liqa Ma'al Arab: Rec. 19th October 1995
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi (saw)
06:40	Al-Tarteel
07:05	Address to USA Congress: Huzoor's address to USA congress on 1st July 2012.
08:20	International Jama'at News
08:50	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
09:20	Rencontre Avec Les Francophones
10:25	Indonesian Service
11:30	Jalsa Salana Qadian speech: A speech delivered by Maulana Muhammad Inaam Ghori about the life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
12:10	Tilawat
12:20	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: recorded on 11th May 2007
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Jalsa Salana Qadian Speech [R]
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al Tarteel
18:00	MTA World News
18:20	Address to USA Congress [R]
19:35	Real Talk
20:35	Rah-e-Huda [R]
22:05	Friday Sermon [R]
23:00	Jalsa Salana Qadian Speech [R]
23:40	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]

Tuesday 5th March 2013

00:10	MTA World News
00:30	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:40	Insight
01:05	Al Tarteel
01:35	Address to USA Congress
02:50	Kids Time
03:20	Friday Sermon
04:15	Jalsa Salana Qadian Speech
04:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 24th October 1995
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class: recorded on 3rd March 2013.
08:10	Insight: recent news in the field of science
08:30	Oil Painting by Ken Harris
09:00	English Question & Answer Session
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Friday Sermon translation recorded on 1st March 2013.
12:05	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shomprochar
15:15	Spanish Service
15:55	Ilmul Abdaan
16:30	Seerat-un-Nabi (saw)
17:00	Le Francais C'est Facile
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
19:45	Arabic Service: Translation of Friday sermon delivered on 1st March 2013.
20:30	Insight: recent news in the field of science
21:00	Ilmul Abdaan
21:30	Oil Painting by Ken Harris [R]
22:15	Seerat-un-Nabi (saw)
23:00	Question and Answer Session [R]

Wednesday 6th March 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class
02:30	Le Francais C'est Facile
03:00	Oil Painting by Ken Harris
03:40	Ilmul Abdaan
04:05	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
04:45	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 25th October 1995
06:00	Tilawat, Dars & Al-Tarteel
07:00	Inauguration of Baitul Wahid in Feltham, London
08:00	Real Talk
09:00	Question and Answer Session: Rec. 08/12/1996
10:05	Indonesian Service
11:00	Swahili Service
12:05	Tilawat, Dars & Al-Tarteel
12:55	Friday Sermon: recorded on 18th May 2007
13:50	Bangla Shomprochar
14:55	Fiq'ahi Masa'il
15:20	Kids Time
15:50	Faith Matters
16:50	Maidane Amal Ki Kahani
17:45	Al Tarteel
18:10	MTA World News
18:30	Inauguration of Baitul Wahid in Feltham, London
19:30	Real Talk [R]
20:30	Fiq'ahi Masa'il [R]
20:55	Kids Time [R]
21:30	Maidane Amal Ki Kahani
22:25	Friday Sermon [R]
23:20	Intikhab-e-Sukhan

Thursday 7th March 2013

00:25	MTA World News
01:00	Tilawat & Al-Tarteel
01:40	Inauguration of Baitul Wahid in Feltham, London
02:40	Fiq'ahi Masa'il
03:05	Moshairah
04:10	Faith Matters
05:20	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Concluding Session of Jalsa Salana USA 2012
08:10	Beacon of Truth
09:15	Tarjamatul Qur'an Class: rec. on 04/06/1996.
10:15	Indonesian Service
11:15	Pushto Service
12:25	Tilawat
12:40	Yassarnal Qur'an
13:10	Friday Sermon
14:10	Shotter Shondhane
15:55	Muzakarah
15:50	Seerat-un-Nabi (saw)
16:20	Maseer-e-Shahindgan: A Persian programme
16:55	Tarjamatul Qur'an class [R]
18:00	Yassarnal Qur'an [R]
18:15	MTA World News
18:30	Live Al-Hiwar
20:50	Tarjamatul Qur'an class [R]
21:55	Muzakarah
22:35	Beacon of Truth [R]
23:40	Seerat-un-Nabi (saw)

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 20 | Friday 22 February , 2013 | Issue No. 08

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط نمبر73)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’پس اے احمدیو! تم اس ظلم پر پریشان نہ ہو کہ الٰہی جماعتوں سے یہی ہمیشہ روا رکھا گیا ہے۔ ان ظالموں کا معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو۔ جماعت احمدیہ کی ترقی، جیسا کہ میں نے کہا ہے، نہ پہلے کبھی ان واقعات سے رکی ہے نہ آئندہ انشاء اللہ رکے گی۔ ظالموں کو اللہ تعالیٰ پکڑے گا اور ضرور پکڑے گا۔ ہمارا کام خدا تعالیٰ کے سامنے جھکنا ہے اور اس کی رحمت کو جذب کرنا ہے۔‘‘

(خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 27 جون 2010ء)

قارئین الفضل کے لئے ذیل میں Persecution Report بابت ماہ ستمبر 2012ء سے ماخوذ چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے مقدس امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کیلئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

ثواب ہے آج

کتاب الحیل کی طرز پر اردو شاعر سید محمد میر نواز نے کہا تھا کہ ؎

کی فرشتوں کی راہ اَبر نے بند
جو گنہ کیجئے ، ثواب ہے آج

مگر آج اسلامی جمہوریہ میں نہ ابر کا لحاظ ہے اور نہ چمکتی دھوپ کا۔ بس مذہب کا نام استعمال کر کے معصوموں پر ظلم کرنے اور مسلسل ذہنی اذیتیں دینے کا سلسلہ جاری ہے۔ ایسے ہی چند واقعات خلاصۃً پیش ہیں۔

❁...........**G-7 اسلام آباد، 14 ستمبر:** مقامی مسجد کے مولوی نے جماعت احمدیہ کے خلاف بدزبانی سے پُر خطبہ دیا جس میں بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اپنی روائتی گندہ دہانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سامعین کو خوب بھڑکایا۔ اس مولوی نے با آواز بلند کہا کہ ختم نبوت کا انکار کر کے اور مرزا غلام احمد کی نبوت پر ایمان لا کر ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے اور ہم خاموش بیٹھے ہیں؟ کیا ہمیں ناموس کی کچھ بھی پرواہ نہیں رہی ہے؟ ہم کیوں ان لوگوں کا مکمل مقاطعہ کر کے ان کے خلاف جہاد شروع نہیں کر رہے ہیں؟..................۔

تا حال اس بدزبان مفسدہ پرور شخص کے خلاف کوئی بھی کارروائی سامنے نہیں آئی ہے حالانکہ اس مولوی نے ملک کے دارالحکومت میں بیٹھ کر ملکی قانون کی خلاف ورزی کی ہے اور PPC 153-A اور A- 295 اور 298 اور 298-A کی سرعام دھجیاں اڑائی ہیں۔

از خود نوٹس کے حوالہ سے معروف جج اور دیگر تمام اہل خرد سے ایک سوال ہے کہ اب خدانخواستہ اس مولوی کی تحریض سے کوئی جاہل اٹھ کر کسی احمدی کو قتل کر دیتا ہے تو ذمہ دار کون کون ٹھہرے گا؟

❁......**I-8/1، اسلام آباد، 31 اگست:** جمعہ کے خطبہ میں مقامی مولوی نے جماعت احمدیہ کے خلاف غلیظ زبان استعمال کی، اس مفتن نے احمدیوں کو اس زمانہ کا سب سے بڑا فتنہ قرار دیا۔ تمام احمدیوں کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ جاری کیا اور سامعین کو احمدیوں سے مکمل بائیکاٹ کا حکم دیا۔ اس مولوی نے سامعین کو مطلع کیا کہ 7 ستمبر کو لال مسجد میں بہت بڑی کانفرنس ہو رہی ہے اور اس کا عنوان ہوگا ’’عالم اسلام کی فتح عظیم کا دن 7 ستمبر‘‘ کیونکہ 1974ء میں اسی دن ریاست نے اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔

جمعہ کی نماز کے بعد لوگوں میں آمدہ کانفرنس کے حوالہ سے معلوماتی لٹریچر اور پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔

کسی شاعر نے صحیح نقشہ کھینچا ہے کہ ؎

نفرتوں کی سولیوں پہ چڑھا
الفتوں سے بھرا شہر دیکھا

❁......**یوم ختم نبوت:** مولویوں کی طرف سے ربوہ اور ملک بھر میں 7 ستمبر کا دن نہایت جوش وخروش کے ساتھ منایا گیا کیونکہ اس دن 1974ء میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے زیر اثر قومی اسمبلی نے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ تب سے ہر سال مولوی طبقہ اور کبھی کبھی پیپلز پارٹی والے اس دن کو منا رہے ہیں لیکن جب الیکشن کے دیہاڑے نزدیک ہوں تو یہ بے اصول سیاسی لوگ جھٹ مولویوں کی گود میں بیٹھ کر داد و تحسین کے خواہاں بن جاتے ہیں کہ ہم نے ہی یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا، یہ خدمت اسلام ہمارے حصہ میں آئی تھی۔

یوم ختم نبوت کے نام پر امسال بھی یہ مولوی لوگ ربوہ کی طرف امڈ امڈ کر آنے لگے اور اس موقع پر بظاہر وجہ یہ دن منانا تھا لیکن درپردہ یہ لوگ شہر میں اشتعال انگیزی اور شرارتیں کر کے اپنے مذموم مقاصد کی یاوری کرنا چاہتے تھے جو للہ الحمد ان کو نصیب نہ ہوئی اور سب احمدیوں نے اپنے نقصانات اٹھا کر بھی ان مفسدوں سے مکمل اعراض کی پالیسی پر عمل کیا اور مولویوں کے تمام عزائم خاک میں ملا دیئے۔ لیکن انتظامیہ کی بے بسی اور حد سے زیادہ کمزوری نے کئی سوالات کو جنم دیا ہے کہ کس طرح ایک بااختیار حکومت اتنی بے بس ہو جاتی ہے کہ ربوہ شہر کی آبادی کے 5 فیصد سے بھی کم طبقہ کو جلسے جلوسوں کا پروانہ تھما دیتی ہے۔

ربوہ میں ہونے والی اس کانفرنس کا انعقاد مدرسہ جامعہ عثمانیہ ختم نبوت، مسلم کالونی میں کیا گیا جس میں محدود شرکاء کے سامنے مولویوں کی ایک بڑی تعداد نے فساد کے شگوفے چھوڑے، اور اس مفسد انتظامیہ نے درج ذیل تنظیموں کے عمائدین کو مدعو کیا تھا: پاکستان اہل سنت والجماعت، پاکستان شریعت کونسل، تحریک حرمت رسول، مجلس احرار اسلام، جمیعت علمائے اسلام، جماعت اسلامی، جمیعت علمائے پاکستان، جماعت الدعوۃ، مجلس تحفظ ختم نبوت، جماعت اہل حدیث، وفاق المدارس، جمیعت علمائے آزاد کشمیر، تنظیم اہل سنت، تحریک مدح صحابہ، دفاع پاکستان کونسل وغیرہ وغیرہ۔ یاد رہے کہ مندرجہ بالا تنظیموں میں سے اکثر کالعدم اور ممنوع ہیں اور باقی تنظیموں میں وہ لوگ ارباب اختیار بن چکے ہیں جو ان دہشتگرد کالعدم تنظیموں سے متعلق ہیں۔ ویسے جس ملک میں موبائل سروس، سی این جی وغیرہ پر تو پابندی لگا کر ان کی عوام تک رسائی باآسانی معطل کی جاسکتی ہے وہاں یہ دہشتگرد تنظیمیں ہی مادر پدر آزاد ہیں اور کالعدم قرار پا کر بھی سرگرم عمل ہیں۔

معزز قارئین! اس کانفرنس کے موقع پر ادا ہونے والے مقررین کے الفاظ کی نقل اس جگہ ممکن نہیں ہے۔

الغرض 7 ستمبر کو ربوہ کے علاوہ لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ، چنیوٹ، سیالکوٹ، نارووال، پاک پتن، چیچہ وطنی وغیرہ شہروں اور قصبوں میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گندی گالیاں دینے اور جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت اور دشمنی کے جذبات ابھارنے کیلئے جلسے جلوس منعقد ہوئے۔ جن کی خبریں اور مولویوں کے بیانات مقامی اخبارات میں شائع ہوئے۔ روزنامہ جنگ، نوائے وقت، اوصاف، دن، ایکسپریس اور خبریں نے اس دن سپیشل ایڈیشن شائع کئے۔

روزنامہ پاکستان، ایکسپریس اور دن نے اس موقع پر خصوصی فورم گفتگو کا اہتمام کیا۔ جبکہ روزنامہ نوائے وقت نے ذوالفقار علی بھٹو کی مولویوں کے جلو میں تصویر شائع کی۔ خدا جانے یہ اخبارات ’’لبرل اور سوشلسٹ بھٹو‘‘ کو مولویوں کے درمیان دکھا کر کیا پیغام دے رہے ہیں لیکن بھٹو کی پھانسی کی کہانی مختصراً بیان کرنے کے پیچھے پوشیدہ راز سب کو ہی معلوم ہیں۔ تاریخ کے اوراق ہی بتا سکتے ہیں کہ بھٹو کو پھانسی گھاٹ تک لے جانے کا فیصلہ، اس وقت کے اسلامی انقلاب کے داعی ایک آمر نے مولویوں کے مشورہ سے کیا تھا یا نہیں؟؟

اسلام آباد میں عالمی مجلس ختم نبوت نے 7 ستمبر کے دن قومی تعطیل کے اعلان کا مطالبہ کیا۔

روزنامہ دنیا نے اپنی 8 ستمبر کی اشاعت میں ایم این اے اور چیئرمین سنی اتحاد کونسل مولوی فضل کریم کے بیان کو جگہ دی کہ ختم نبوت کے منکرین اسلام کے باغی اور پاکستان کے غدار ہیں۔

معاندین کی اتنی شدید دھمکیوں اور واضح خطرات میں شب و روز بسر کرنے والے احمدی یقیناً اللہ کے ولی ہیں اور اللہ ان کا ولی ہے۔ ورنہ کمزور دل افراد تو مرزا محمد رفیع سوداؔ کے الفاظ میں یہی کہا کرتے ہیں ؎

سودا، خدا کے واسطے ، کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اڑ گئی تیرے افسانے میں

❁......**جوہر ٹاؤن لاہور، 7 ستمبر:** یہاں سیکٹر B-1 کی مسجد کنز العمال میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں متفرق مقامات سے مولویوں نے شرکت کی۔ ٹاؤن شپ کے سیکٹر A-II کی مسجد جامعہ علوم اسلامیہ حنفیہ سے مولوی شبیر کی قیادت میں 60 موٹر سائیکلوں اور چند کاروں پر مشتمل ایک جلوس نکلا جس کے شرکاء احمدیوں کے گھروں کے سامنے رک کر نعرے بازی اور گندہ دہنی کے مظاہرے کرتے رہے۔ ان مفسدوں نے ٹاؤن شپ کی احمدیہ مسجد کے سامنے رک کر بھی نعرے بازی کی اور پھر یہ سب لوگ جوہر ٹاؤن میں کانفرنس کی طرف روانہ ہو گئے۔

❁......**باغبان پورہ، شالیمار ٹاؤن اور ٹاؤن شپ:** ان علاقوں میں جماعت کی مخالفت زوروں پر ہے۔ جماعت کے خلاف نامناسب مواد کی تشہیر ہو رہی ہے جبکہ خطبات جمعہ کے ذریعہ بھی شر پسندی پھیلانے کا سلسلہ جاری ہے۔ ذیل میں چند مساجد کے نام درج کئے جاتے ہیں جہاں سے شرپسندی ہو رہی ہے۔ علامہ ظہیر الٰہی ہسپتال کی مسجد واقع گھوڑے شاہ دربار روڈ۔ مسجد اہل حدیث چوک شوالہ، گھوڑے شاہ۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ (بریلوی مسلک) گھوڑے شاہ روڈ۔ مسجد تقویٰ (دیوبندی مسلک) گھوڑے شاہ روڈ۔ جامعہ نعیمیہ بھوگی وال برانچ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو۔ جامعہ اشرفیہ بھوگی وال، فیروز پور روڈ۔ جامعہ مسجد مسلم پارک۔ جامعہ مسجد اہل سنت والجماعت (بریلوی) چوک شوالہ، گھوڑے شاہ۔ مسجد جھنڈا چوک (بریلوی) باغبان پورہ۔

ویسے جس ملک کے دارالحکومت کی ایک اہم یونیورسٹی کے احاطہ کے اندر مختلف مسالک کی تین مساجد تو ہوں لیکن طلباء کے لئے ایک بھی بک شاپ نہ ہو وہاں مذہبی دیوانگی میں خطرناک حد تک اضافے کی شکائت کرنا کچھ جچتا نہیں ہے۔

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعائیں بکثرت پڑھیں

❁...... **اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً**

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔